احیائے اسلام اور امن عالم کا داعی کثیر الاشاعت میگزین

ماہنامہ منہاج القرآن لاہور

جولائی 2022ء

حج اور قربانی: فضیلت و اہمیت

اقسامِ قلب اور برے خیالات سے ہلاکت تک کا سفر

حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ

عہدِ خلافت کے نمایاں اقدامات

شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہر القادری کے علمی، فکری اور تربیتی خطابات

شیخ الاسلام کا 25 ہزار مراکزِ علم کے قیام کا اعلان

ناپ تول کا نظام اور کوالٹی کنٹرول

خدمتِ خلق خدمتِ حق کا زینہ

سانحۂ ماڈل ٹاؤن: حصول انصاف کیلئے ملک گیر احتجاجی ریلیاں

بفیضانِ نظر
حضرت سیدنا قدوۃ الاولیاء شیخ المشائخ طاہر علاؤالدین الگیلانی البغدادی قدس سرہ العزیز

زیرِ سرپرستی
شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہرالقادری مدظلہ

زیرِ نگرانی
ڈاکٹر حسن محی الدین قادری | ڈاکٹر حسین محی الدین قادری

احیائے اسلام اور امن عالم کا داعی کثیرالاشاعت میگزین

ماہنامہ منہاج القرآن لاہور

جلد: 36 / شمارہ: 6 / ذوالحج ۱۴۴۳ھ / جولائی 2022ء

چیف ایڈیٹر نوراللہ صدیقی

ایڈیٹر محمد یوسف

ڈپٹی ایڈیٹر محبوب حسین

ایڈیٹوریل بورڈ

محمد رفیق نجم، محمد فاروق رانا
عین الحق بغدادی

مجلس مشاورت

خرم نواز گنڈاپور، احمد نواز انجم
جی ایم ملک، محمد جواد حامد، سرفراز احمد خان
منظور حسین قادری، غلام مرتضیٰ علوی

قلمی معاونین

مفتی عبدالقیوم خان ہزاروی، محمد شفقت اللہ قادری
ڈاکٹر طاہر حمید تنولی، پروفیسر محمد الیاس اعظمی
ڈاکٹر ممتاز احمد سدیدی، محمد افضل قادری

حسنِ ترتیب

اداریہ: 25 ہزار مراکزِ علم کے قیام کا اعلان	چیف ایڈیٹر	3
القرآن: اقسامِ قلب اور اچھے و برے خیالات کا القاء	شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہرالقادری	5
الفقہ: حج اور قربانی کی فضیلت و اہمیت	مفتی عبدالقیوم خان ہزاروی	13
خدمتِ خلق: خدمتِ حق کا زینہ	ڈاکٹر ظہور احمد اظہر	19
حضرت عثمانِ غنی رضی اللہ عنہ (حیات و تعلیمات)	ڈاکٹر محمد اکرم رانا	24
ناپ تول کا نظام اور کوالٹی کنٹرول	محمد افضل قادری	30
منہاج القرآن انٹرنیشنل کی فروغِ تعلیم کیلئے خدمات	نوراللہ صدیقی	35
رپورٹ: تقریب عرس مبارک حضرت فریدِ ملتؒ	حافظ عبدالقدیر قادری	39

ملک بھر کے تعلیمی اداروں اور لائبریریوں کیلئے منظور شدہ www.minhaj.info
www.facebook.com/minhajulquran
email:mqmujallah@gmail.com (مجلّہ آفس و سالانہ خریداران)
minhaj.membership@gmail.com (نظامت ممبرشپ/ رفقاء)
smdfa@minhaj.org (بیرون ملک رفقاء)

کمپیوٹر آپریٹر محمد اشفاق انجم گرافکس عبدالسلام
خطاطی محمد اکرم قادری عکاسی قاضی محمود الاسلام

قیمت فی شمارہ: 70 روپے
سالانہ خریداری: 800 روپے

انتباہ! مجلّہ منہاج القرآن میں آنے والے جملہ پرائیویٹ اشتہار خلوصِ نیت سے شائع کئے جاتے ہیں، ادارہ کی کسی کاروبار میں شراکت ہے اور نہ ہی ادارہ فریقین کے درمیان کسی بھی قسم کے لین دین کا ذمہ دار ہوگا۔

بدل اشتراک مشرق وسطی جنوب مشرقی ایشیاء، یورپ، افریقہ، آسٹریلیاء، کینیڈا، مشرق بعید جنوبی امریکہ وریاستہائے متحدہ امریکہ 30 امریکی ڈالر سالانہ

ترسیل زر کا پتہ اکاؤنٹ نمبر 01970014575103 حبیب بینک فیصل ٹاؤن برانچ ماڈل ٹاؤن لاہور پاکستان

ناشر: محمد اشرف قادری، مطبع: منہاج القرآن پرنٹرز 365 ایم ماڈل ٹاؤن لاہور UAN:042-111-140-140 Ext:128

حمد باری تعالیٰ

ایسا عمدہ خیال دے مولیٰ
جو مرا دِل اُجال دے مولیٰ

فکر کی پختگی عطا کردے
نطق کا بھی کمال دے مولیٰ

تیرے پیاروں کا واسطہ تجھ کو
مجھ کو اچھوں میں ڈال دے مولیٰ

میرے ہر خامشی کے لمحے کو
اپنی یادوں میں ڈھال دے مولیٰ

صدقۂ چادرِ بتول تجھے
سرِ برہنہ کو شال دے مولیٰ

امتِ مصطفیؐ کو بخش عروج
ظالموں کو زوال دے مولیٰ

ایسی قوت ہمیں عطا فرما
جس کی دنیا مثال دے مولیٰ

ماضی جیسا بنادے مستقبل
بہتریں ہم کو حال دے مولیٰ

قلبِ ازہؔر کو دیں کی ضو دے کر
حُبِّ دنیا نکال دے مولیٰ

﴿محمد اویس ازہؔر مدنی﴾

نعتِ رسولِ مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

دنیا کی آرزو ہے نہ نمود کی طلب ہے
مرا نام ہے ملامت، شرمندگی نسب ہے

مجھے خواہشوں نے گھیرا، مجھے لذتوں نے مارا
میرا طُربیہ عجب ہے، میرا المیہ عجب ہے

مرا خوف گنہگاری، میرا چین آہ و زاری
مری جستجو مدینہ، مری آرزو ادب ہے

مرا غم تری رضا ہے، یہی غم مری خوشی ہے
اسی غم سے دن ہے روشن، تابندہ میری شب ہے

جاں سے گزر کے ہوگی تری دید تک رسائی
یونہی بے قرار جینا بھی قرار کا سبب ہے

کچھ اہلِ دید ہیں جو دیدار کررہے ہیں
ہم انتظار میں ہیں دیدار کی طلب ہے

ہوں حشر کا مسافر اور زادِ رہ نہیں ہے
نگہِ کرم ہو آقا یہ غلام جاں بلب ہے

درِ مصطفیٰ پہ جاکر مَیں نے عزیؔز دیکھا
محوِ ثنا دو عالم، محوِ درود رب ہے

﴿شیخ عبدالعزیز دباغ﴾

اداریہ

25 ہزار مراکزِ علم کے قیام کا اعلان

چیف ایڈیٹر
نوراللہ صدیقی

ہر دور میں اصلاح کا عمل ہمیشہ ’’علم‘‘ ہی کی بدولت ممکن ہوا ہے۔ ظاہر و باطن، عقیدہ و عمل، معاملات و اخلاق الغرض ہر طرح کی اصلاح کے لیے بنیادی لائحہ عمل ’’ علمِ صحیح ‘‘ ہی فراہم کرتا ہے۔ خرابی جتنی کثیرالجہت ہوگی، اس کی اصلاح کے لیے اسی قدر علمی تنوع کی ضرورت ہوگی۔ قرآن مجید نے حضور نبی اکرم ﷺ کے فرائضِ منصبی بیان کرتے ہوئے اسی پہلو کو اجاگر کیا ہے۔ چہارگانہ فرائضِ نبوت (تلاوت آیات، تعلیمِ کتاب، تعلیمِ حکمت، تزکیہءِ نفس) میں سے تین کا تعلق علم سے ہے اور چوتھے کا تعلق اصلاح کے جملہ گوشوں سے ہے۔ چہارگانہ فرائضِ نبوت کے ذریعے اللہ تعالیٰ نے یہ اصول واضح فرمادیا کہ ان ابتدائی لوازمات کے بغیر کثیر الجہت اصلاح کا بیڑا کبھی نہیں اٹھایا جاسکتا۔ معاشرے کے جملہ پہلوؤں کی اصلاح کے لیے یہی نظم انبیاءؑ، صلحاء، ائمہ، مجتہدین اور مجددین نے بھی اپنایا۔

اصلاحِ امت کے لیے شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہرالقادری نے بھی اسی طریقہ کار کو اختیار فرمایا۔ تحریک منہاج القرآن کے گزشتہ چار دہائیوں کے کام کا جائزہ لیں تو شاید ہی زندگی کا کوئی شعبہ ایسا ہو جس میں قومی اور بین الاقوامی سطح پر قابلِ ذکر کردار ادا نہ کیا گیا ہو۔ اس عالمگیر کام کا آغاز ہی علم، شعور، آگہی، حکمت، دانش اور تدبر سے عبارت ہے۔ اس عالمگیر کام کے لیے شیخ الاسلام نے ابتدائی طور پر علم کے فروغ کے لیے نہایت قابلِ ذکر کارنامے سرانجام دیئے۔ دعوت، تعلیم اور تربیت کا فروغ اسلام کی نشاۃ ثانیہ کا راستہ ہے، اس لیے تعلیم، کردار سازی اور اخلاقی اقدار کو فروغ دے کر تنگ نظری اور متعصّبانہ رویوں کو بدلنا ہوگا۔

فروغِ علم و امن تحریک منہاج القرآن کی پہچان ہے۔ اسی انفرادیت کے پیشِ نظر شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہرالقادری نے تحریک منہاج القرآن کے زیراہتمام آئندہ 5 سال میں ملک بھر میں 25 ہزار مراکزِ علم کے قیام کا اعلان فرمایا ہے۔ یہ مراکزِ علم ابتدائی درس گاہ کے طور پر عامۃ الناس کو دین کی بنیادی تعلیم سے روشناس کروائیں گے۔ ان مراکزِ علم پر لوگوں کی اخلاقی و روحانی تربیت اور کردار سازی پر فوکس کیا جائے گا۔ معاشرے میں دم توڑتی ہوئی مذہبی اور معاشرتی اقدار و روایات کو زندہ کرنے اور حسنِ اخلاق و معاملات کو فروغ دینے کے لیے مراکزِ علم اہم کردار ادا کریں گے۔ ان مراکزِ علم کا مقصد علم کے کلچر کو پروان چڑھانا ہے۔۔۔ لوگوں کو اپنی اصل اور شریعت کے بنیادی ماٰخذ کے ساتھ جوڑنا ہے اور انھیں ایک اچھا انسان اور معاشرے کا مفید و باشعور فرد بنانا ہے۔

تحریک منہاج القرآن دروسِ قرآن، حلقاتِ درود و فکر، قرآن، حدیث، فقہ اور بنیادی اسلامی تعلیمات پر مبنی تربیتی کورسز، شبِ بیداری، فہمِ دین پراجیکٹ اور اس طرح کی دیگر سرگرمیوں کے ذریعے عرصہ 41 سال سے معاشرے میں تعلیمی، فکری اور شعوری انقلاب کے لیے مصروفِ عمل ہے۔ مراکزِ علم کا قیام بھی تحریک منہاج القرآن کے مذکورہ عظیم امور میں سے ایک عظیم منفرد منصوبہ ہے۔

سانحہ ماڈل ٹاؤن: حصولِ انصاف کے لیے ملک گیر احتجاج

سانحہ ماڈل ٹاون کی 8ویں برسی کے موقع پر پاکستان بھر میں پریس کلبز کے سامنے احتجاجی ریلیاں اور مظاہرے منعقد ہوئے۔ جن میں لاکھوں لوگوں نے شرکت کی اور انصاف کا مطالبہ کیا۔ 17 جون 2014ء کو ماڈل ٹاؤن میں قیامت ڈھائی گئی جس کا 8 سال گزر جانے کے بعد بھی انصاف نہیں ہوا۔ انصاف دور کی بات اس طویل عرصہ کے دوران شہداء کے ورثا کو غیر جانبدار تفتیش کا حق بھی نہیں ملا اور مظلوم آج بھی انصاف کیلئے دربدر ہیں۔ زیرالتواء اپیلوں پر فیصلوں میں تاخیر کا فائدہ ملزمان اٹھا رہے ہیں۔ سپریم کورٹ کے لارجر بنچ نے 3 سال قبل سانحہ ماڈل ٹاؤن کیس کی غیر جانبدار تفتیش کا فیصلہ کیا مگر لاہور ہائیکورٹ میں سانحہ کے ایک ملزم نے جے آئی ٹی کو چیلنج کیا اور جے آئی ٹی معطل ہوگئی۔ جے آئی ٹی پر فوری فیصلے کے لئے شہداء کے ورثا نے سپریم کورٹ سے رجوع کیا، سپریم کورٹ نے 13 فروری 2020ء کو لاہور ہائیکورٹ کو ڈائریکشن دی کہ جے آئی ٹی کے حوالے سے فیصلہ 3 ماہ میں ترجیحاً کردیا جائے۔ سپریم کورٹ کی اس ڈائریکشن کو بھی دوسال سے زائد کا عرصہ گزر گیا مگر فیصلہ نہیں ہوا اور ہر تاریخ پر ایک نئی تاریخ مل جاتی ہے۔ سانحہ ماڈل ٹاون کیس پر اپیلوں کے التواء کا فائدہ ملزمان کو پہنچ رہا ہے۔غریب اور مظلوم انصاف کے لئے 8 سال سے عدلیہ کی طرف دیکھ رہے ہیں۔

سانحہ ماڈل ٹاؤن کی شہیدہ تنزیلہ امجد شہید کی بیٹی بسمہ امجد نے اپنی والدہ کی 8 ویں برسی کے موقع پر چیف جسٹس سپریم کورٹ کے نام حصولِ انصاف کے لیے لکھے گئے ایک کھلے خط میں کہا ہے کہ سابق چیف جسٹس آف سپریم کورٹ میاں ثاقب نثار نے میرے سر پر ہاتھ رکھ کر کہا تھا آپ اپنی والدہ کا تعلیم حاصل کرنے والا خواب پورا کریں انصاف آپ کو ہم دیں گے۔ ان کے اس دست شفقت سے میری انصاف ملنے کی امید قائم ہوگئی تھی اور میں نے ساری توجہ تعلیم پر مرکوز کر لی تھی۔ 17 جون 2014ء کے دن میں 9 ویں جماعت کی طالبہ تھی اب میں نے گریجوایشن کر لی ہے مگر انصاف کا دور دور تک نشان نہیں ہے۔ میاں ثاقب نثار نے غیر جانبدار تفتیش کے لئے جو جے آئی ٹی بنوائی تھی، ماتحت عدالت میں وہ فیصلہ بھی ریورس ہوگیا اور تین سال سے سٹے آرڈر چل رہا ہے۔ کسی بھی ادارے کے سربراہ کی کمٹمنٹ پورے ادارے کی کمٹمنٹ ہوتی ہے۔ جس طرح کسی جج کا دیا ہوا فیصلہ تبدیل نہیں ہوتا اُسی طرح کمٹمنٹس بھی تبدیل نہیں ہوتیں۔

جے آئی ٹی کے اہم کیس پر لاہور ہائیکورٹ میں تین سال سے سٹے آرڈر چل رہا ہے اور انسداد دہشت گردی کی عدالت میں ملزم ایک ایک کر کے بری ہو رہے ہیں۔ کیا اِسے انصاف کہتے ہیں؟۔ مظلوموں کی درخواستیں سماعت کے لئے بھی مقرر نہیں ہوتیں اور ملزموں کی درخواستوں پر فیصلے ہو رہے ہیں؟۔ انصاف ہم مانگ رہے ہیں مگر ریلیف ملزموں کو مل رہے ہیں۔ چیف جسٹس سپریم کورٹ سے شہداء کے لواحقین کی اپیل ہے کہ سانحہ ماڈل ٹاؤن کیس کے ساتھ ہونے والے قانونی کھلواڑ کا نوٹس لیں اور مظلوموں کے زخموں پر انصاف کی صورت میں مرہم رکھیں۔

اقسامِ قلب اور اچھے و برے خیالات کا القاء

شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہر القادری کے علمی، تربیتی اور روحانی خطابات

ترتیب و تدوین: محمد یوسف منہاجین ——— معاون: حبیب احمد کوکب سامی

حصہ دوم

امسال شہر اعتکاف 2022ء میں شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہر القادری نے ''طہارۃ القلوب (باطنی امراض اور ان کا علاج)'' کے موضوع پر 10 خطابات ارشاد فرمائے، ان خطابات کے عناوین درج ذیل ہیں:

۱۔ الوصیۃ العلویۃ: حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی وصیت حسنین کریمین علیہما السلام کے نام　۲۔ باطن کو ظاہر سے بہتر کریں
۳۔ خطرہ: باطنی امراض کا نقطۂ آغاز　۴۔ خواطرِ اربعۃ: (خاطرِ نفسانی، خاطرِ شیطانی، خاطرِ مَلَکی، خاطرِ ربانی)
۵۔ برے خطرات سے ہلاکت تک کا سفر　۶۔ اقسامِ قلب　۷۔ قربِ الٰہی　۸۔ اصلاحِ قلب کے مراحل
۹۔ باطنی امراض اور ان کا علاج　۱۰۔ دل اور شہوات

ماہِ جون 2022ء کے شمارے میں اِن خطابات میں سے پہلے تین خطابات کے خلاصے شائع ہو چکے ہیں، زیرِ نظر صفحات پر مزید تین خطابات کے خلاصہ جات نذرِ قارئین ہیں:

۴۔ چوتھا خطاب: خواطر اربعہ

(خاطرِ نفسانی، خاطرِ شیطانی، خاطرِ ملکی، خاطرِ ربانی)

شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہر القادری نے شہر اعتکاف 2022ء میں اپنا چوتھا خطاب (25 اپریل/ ۲۳ رمضان المبارک۔ سوموار) ''خواطرِ اربعہ'' کے موضوع پر ارشاد فرمایا۔ خطرہ کی اقسام، روحانی احوال کیسے بدلتے ہیں اور انسانی اعمال و احوال پر خیالات کس طرح اثر انداز ہوتے ہیں؟ اس حوالے سے شیخ الاسلام نے گفتگو کرتے ہوئے فرمایا:

بندہ اس وقت تک شر، معصیت اور گناہ کو ترک نہیں کر سکتا جب تک ان شرور و معاصی کی پہچان حاصل نہ کر لے کہ وہ کیا ہے جس سے اللہ نے منع کیا ہے؟ ان معاصی و گناہوں کا میرے دل، روح اور اعمال پر کیا اثر ہو گا؟ ان معاصی اور گناہوں کی علامات اور نقصانات کیا ہیں؟ یہ سب جاننے کے بعد ہی ہم اس برائی کی جڑیں کاٹ سکتے ہیں۔ ہم دین کے معاملے میں سرسری پڑھتے، سنتے اور گزر جاتے ہیں اور ان میں تدبر و تفکر نہیں کرتے۔ جب تک برائی کا قلع قمع نہ ہو، اس وقت تک دل میں نیکی کے ثبت ہونے کی جگہ نہیں بنتی۔ تختی پر کچھ نیا لکھنے سے پہلے اس پر پرانا لکھا گیا مٹانا پڑتا ہے۔ جب تک پہلی لکھائی اور سیاہی مٹ نہ جائے اور تختی صاف نہ ہو جائے، ہم نیا مضمون و عبارت لکھ ہی نہیں سکتے۔ اگر ہمارے دل و دماغ میں گناہوں، نافرمانیوں اور امراض کا مضمون لکھا ہوا ہے تو وہاں نیکی کے نئے مضمون لکھنے کی جگہ ہی باقی نہیں ہے۔ دل سے برائی و بدی کو مٹا کر جگہ بنائیں گے تو پھر ہی خیر کی عبارت لکھ پائیں گے۔

ہمارے دل کی تختی شر کے خواطر سے بھری پڑی ہے، نفسانی و شیطانی واردات کا ہجوم ہے، اس صورتِ حال میں نیک

خیالات کہاں جگہ پائیں گے۔ ہمارے دل و دماغ بدی، برائی، معصیت، لالچ، حسد، شر، فواحش اور تکبر جیسی برائیوں اور منکرات سے بھرے ہوئے ہیں، یعنی خواطرِ نفسانی و شیطانی کا ہجوم ہے۔ دل میں اِن تمام خیالات کی موجودگی میں ہم نمازیں، روزے، صدقہ و خیرات، حج، عمرے اور نیکیوں کی عبارت بھی لکھنا چاہتے ہیں۔ گویا بندہ ایسی تختی پر لکھے جا رہا ہے جو بدی کی عبارت سے بھری ہوئی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ نیکیاں کرنے کے باوجود بندے میں کوئی تبدیلی واقع نہیں ہوتی اور اس کے شر، معصیت اور بدی میں کمی نہیں آتی۔

کلمۂ توحید میں بھی پہلے لَآ اِلٰـہَ (کوئی معبود نہیں) سکھایا۔ یعنی پہلے باطل معبودوں کی نفی کر دی کہ کوئی پرستش و عبادت کے لائق نہیں۔ پہلے دلوں میں موجود تصورات کو مٹا دیا اور سارے باطل نقش و نگار مٹانے کے بعد جو جگہ بنی، اس پر اِلَّا اللّٰہ (سوائے اللہ) ثبت فرمایا۔

☆ خاطر یا خطرہ: یہ پہلا وہ خیال، پیغام اور دستک ہے جو بغیر ارادے کے دل میں اترتی ہے۔ اس کی چار قسمیں ہیں۔ ان میں سے اوّل الذکر دو خواطرِ منفی اور نقصان دہ ہیں جبکہ آخر الذکر دو خواطرِ مثبت اور روحانی درجات کی بلندی کا باعث ہیں:

۱۔ خاطرِ نفسانی ۲۔ خاطرِ شیطانی

۳۔ خاطرِ ملکی ۴۔ خاطرِ ربانی

۱۔ خاطرِ نفسانی (ھاجز)

خاطرِ نفسانی دل پر وارد ہونے والا ایسا خیال ہے جو نفسانی لذت اور حلاوت دیتا ہے۔ تصوف کی اصطلاح میں اسے ''ھاجز'' بھی کہتے ہیں۔ جب بندہ محسوس کرے کہ نفس کو خوشی اور لذت ملنے والی چیزوں کی طرف میرا دل راغب ہو رہا ہے تو فوراً سمجھ لے کہ یہ خاطرِ نفسانی ہے۔ یہ پہلی دستک ہے۔ اب بندے کی مرضی کہ اس خیال کی طرف متوجہ ہو یا اسے رد (block) کر دے۔

آج سوشل میڈیا کے زمانے میں اسے سمجھنا بڑا آسان ہے۔ نفس یا شیطان انسان کو کس طرح القاء کرتے ہیں، اسے آرٹی فیشل انٹیلی جنس کی مثال کے ذریعے بخوبی سمجھا جاسکتا ہے۔ آرٹی فیشل انٹیلی جنس صرف ہمارے رجحان اور سرچ تک نہیں رہی بلکہ ہم گھر میں جو باتیں کرتے ہیں، ہمارا سیل فون اسے بھی کیچ کرتا ہے اور پھر اسے اپنے مین سسٹم کو بھیج دیتا ہے۔ بعد ازاں سوشل میڈیا ہمیں وہی چیزیں دکھانا شروع کر دیتا ہے اور اسی طرح کے ایڈز اور کمرشلز از خود آنا شروع ہو جاتے ہیں جو امور ہم اپنی ذاتی زندگی میں زیادہ تر زیرِ بحث لاتے ہیں۔

اس مثال سے نفس اور شیطان کے حملوں کے طریقہ کار کو سمجھیں کہ اگر ہم نے اس خاطرِ نفسانی کی دستک پر دل کا دروازہ ایک دفعہ کھول دیا تو نفس فوراً شیطان اور اس کے لشکروں کو رغبت کا پیغام پہنچادے گا اور پھر شیاطین کے لشکر اس طرح کے مزید خیالات ہماری طرف بھیجنا شروع کر دیں گے لیکن اگر بندے نے اس پہلی دستک پر دروازہ نہ کھولا بلکہ اسے رد (block) کر دیا تو وہ سمجھ جائیں گے کہ اس کا ان چیزوں میں شوق نہیں ہے، پھر وہ کچھ اور چیزوں کے ذریعے اسے اپنے جال میں پھنسانے کی کوشش کرتے ہیں۔

۲۔ خاطرِ شیطانی (وسوسہ)

پہلا خاطر جس نے دل میں جگہ بنالی یہ خاطرِ نفسانی تھا اور پھر اس رغبت و شوق کو دیکھ کر بعد ازاں آنے والے خواطرِ شیطانی ہیں۔ نفسانی خاطر کو قبول کرنے کے نتیجے میں عبادات و طاعات سے بے رغبتی کا آغاز ہوجاتا ہے اور اگر ایسے خیالات سے احکامِ شریعت سے بیزاری، اکتاہٹ اور کراہت حتیٰ کہ مخالفت محسوس ہو تو جان لیں کہ یہ خاطرِ شیطانی ہے۔ دل اور طبیعت میں پیدا ہونے والی کیفیت، تبدیلی اور فرق سے معلوم ہوجائے گا کہ وہ کون سا خاطر ہے۔ شیطانی خاطر کو ''وسوسہ'' بھی کہتے ہیں۔

سوشل میڈیا سے جہاں منہاج القرآن اور بہت سے لوگ خیر کے کام لیتے ہیں وہاں شر کے اعتبار سے بھی یہ بڑا دجالی فتنہ ہے۔ زندگی میں اس پر بڑا محتاط ہوکر چلنا ہوگا۔ ہمارے ہاتھ میں گناہوں کا پورا منبع ہے۔ جو چیز کھولیں، پس اسے دیکھتے چلے جاتے ہیں، اس گناہ میں ڈوبتے چلے جاتے ہیں، اتنا آگے چلے جاتے ہیں کہ نکلنے کا راستہ نہیں رہتا اور ہلاک ہوجاتے ہیں۔ پہلے یہ خرابیاں صرف ٹی وی کے ذریعے پیدا ہوتی تھیں مگر آج

سوسائٹی میں ہر ایک کے ہاتھ میں آ گئی ہیں۔

۳۔ خاطرِ مَلَکی (فرشتے کی طرف سے الہام)

اللہ رب العزت کا انسان پر کرم اور رحمت کا اظہار دیکھیں کہ اگر انسان کو خرابی، شر اور نقصان دینے والے نفس کی صورت میں داخلی خاطر اور شیطان کی صورت میں خارجی خاطر کا سامنا ہے تو شر کی طرف لے جانے والے ان دو خواطر کے مقابل اللہ تعالیٰ نے خیر کی طرف لے جانے والے بھی دو ذرائع رکھے ہیں۔ ان میں سے ایک ذریعہ داخلی خاطر ہے اور دوسرا ذریعہ خارجی خاطر ہے۔ داخلی ذریعہ ''الخاطر الملکی'' ہے۔

یہ نفس کا توڑ کرنے کیلئے فرشتوں کی طرف سے الہام ہے۔ جہاں ہر انسان کے ساتھ ایک شیطان ہے وہاں ہر انسان کو بچانے کے لئے اللہ نے ایک فرشتہ بھی مقرر کر رکھا ہے۔ یہ دل میں نیکی کا خیال ڈالتا ہے۔ یعنی فرشتہ بھی دل میں خاطر ڈالتا ہے۔ اس کی پہچان یوں ہوگی کہ اگر فرائض و نوافل، دین، نیکی، طاعت اور تسبیح وغیرہ کی طرف رغبت و میلان پیدا ہو جائے تو سمجھیں فرشتے نے الہام کیا ہے۔ یہ خاطرِ ملکی ہے۔

۴۔ خاطرِ ربانی (اللہ کی طرف سے الہام)

خواطر کی چوتھی قسم خاطرِ ربانی ہے جو نیکی کی دو خواطر میں سے سب سے اعلیٰ قسم ہے۔ جب دل اور طبیعت طاعت اور نیکی پر جم جائے، نماز، روزہ، عبادت، خیرات اور بھلائی پر پختگی آجائے۔ پختگی کا مطلب ہے کہ شر، گناہ اور جھوٹ سے نفرت ہوجائے تو یہ اس امر کا اظہار ہے کہ خاطرِ ربانی سے مدد مل رہی ہے۔

ان خواطر کا بیان حضرت عبداللہ ابن مسعود ﷺ سے مروی اس حدیث میں بھی ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا:

ابنِ آدم (کے نفس میں) دخل اندازی کا موقع شیطان کو بھی حاصل ہے اور فرشتے کو بھی۔ شیطان کی در اندازی برے حالات کا ڈراوا (دے کر) حق کے جھٹلانے پر آمادہ کرنا ہے اور فرشتے کی دخل اندازی خیر کی توقع (پیدا کر کے) حق کی تصدیق پر ابھارنا ہے۔ جو اسے پائے، وہ یہ جان لے کہ یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرے۔ جو دوسری چیز پائے وہ اللہ تعالیٰ کی شیطان مردود سے پناہ مانگے۔

پھر آپ ﷺ نے یہ آیتِ کریمہ تلاوت کی:

اَلشَّيْطٰنُ يَعِدُكُمُ الْفَقْرَ وَيَاْمُرُكُمْ بِالْفَحْشَآءِ ۚ وَاللّٰهُ يَعِدُكُمْ مَّغْفِرَةً مِّنْهُ وَفَضْلًا. (البقرہ،۲:۲۶۸)

''شیطان تمہیں (اللہ کی راہ میں خرچ کرنے سے روکنے کے لیے) تنگدستی کا خوف دلاتا ہے اور بے حیائی کا حکم دیتا ہے، اور اللہ تم سے اپنی بخشش اور فضل کا وعدہ فرماتا ہے۔''

سوال یہ ہے کہ جب خاطرِ ملکی فرشتوں کی طرف سے ہوتا ہے تو خاطرِ ربانی کس کی طرف سے ہوتا ہے؟ لازمی بات ہے کہ یہ بھی اللہ رب العزت کی طرف سے ہوتا ہے مگر اس کی طرف سے یہ الہام ہر ایک بندے پر براہِ راست نہیں ہوتا۔ اس کی وضاحت یہ ہے کہ ختمِ نبوت کے بعد انبیاءؑ کا سلسلہ تو بند ہوگیا لیکن ختمِ شیطنت نہیں ہوا۔ شیطان نے تو قیامت کے دن تک وعدہ لیا ہے کہ میں اور میرے جنود ولشکر حملے کرتے رہیں گے۔ اب یہ کیسے ممکن تھا کہ شر کی دعوت دینے اور لوگوں کو پھنسانے کا عمل شیطان اور اس کے لشکر (جو انسانوں اور جنوں کی شکل میں ہیں) ہر زمانے میں جاری رکھیں لیکن ان کے اثرات ختم کرنے اور لوگوں کو خیر کی طرف لانے اور گمراہی سے نکال کر ہدایت یافتہ کرنے کے لئے کوئی عمل ہی نہ ہو۔ لہٰذا اللہ نے خاطرِ نفسانی اور شیطانی کے مقابلے میں خاطرِ ملکی اور ربانی کے ذریعے بندے کی مدد کرنے کا اہتمام فرمایا۔

ان دو خواطر میں سے خاطرِ ملکی تو فرشتے کے ذریعے اللہ تعالیٰ انسان کے دل میں ڈالتا ہے جبکہ ختمِ نبوت کے بعد خاطرِ ربانی اللہ تعالیٰ اپنے اولیاء، صالحین، صدیقین، مجددین اور مصلحین کے ذریعے انسانوں کے دلوں میں القاء کرتا ہے۔ اِن ہستیوں کو اس نے اپنے حبیبِ اکرم ﷺ کی امت میں آپ ﷺ کا نائب بنایا ہے۔ اب یہ ہستیاں لوگوں کو جہالت سے نکال کر علمِ صحیح کی طرف۔۔۔ اندھیرے سے نکال کر نور کی طرف۔۔۔ معصیت سے نکال کر طاعت کی طرف۔۔۔ گمراہی سے نکال کر ہدایت کی طرف۔۔۔ اور شر سے بچا کر خیر کی طرف راغب کرتی ہیں۔

جس طرح خواطرِ شیطانی میں مِنَ الْجِنَّةِ وَ النَّاسِ کے مصداق دو طبقے جن اور انسان ہیں، اسی طرح نیک خیالات و

خواطر کے لیے بھی دو طبقے ہیں، جن میں پہلا طبقہ فرشتے ہیں اور دوسرا طبقہ اولیاء، صلحاء، مجددین و مصلحین ہیں۔ جن شیاطین بمقابلہ ملائکہ ہیں اور انسانی شیاطین بمقابلہ اولیاء اللہ ہیں۔

شیاطین ہمارے دلوں کو مردہ یا کم سے کم مریض کرنے پر بضد ہیں، جبکہ ربانیین، اہلِ حق، اہل اللہ اور ہدایت پر متعین طبقہ لوگوں کے دلوں کو زندہ کرنے اور ان کی روحانی مرض کو کم سے کم کرنے کے لیے مصروفِ عمل ہے۔

۵۔ پانچواں خطاب: برے خیالات سے ہلاکت تک کا سفر

شہر اعتکاف 2022ء میں شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہر القادری کا پانچواں خطاب (26 اپریل/ ۲۴ رمضان المبارک۔ منگل) ''برے خیالات سے ہلاکت تک کا سفر'' کے موضوع پر ہوا۔ دلوں کے مریض ہونے کے مراحل کیا ہیں؟ خواطر نفسانی و شیطانی کے نتیجے میں کس مرحلہ پر کوئی خیال؛ گناہ بنتا ہے؟ خطرہ/ برے خیال کے آنے اور دل کے مریض ہوجانے میں کتنا سفر ہے؟ ایک برا خیال دل کو ہلاکت تک پہنچانے میں کتنا وقت لیتا ہے؟ ان تمام مراحل کو بالتفصیل بیان کرتے ہوئے شیخ الاسلام نے فرمایا:

خطرہ یعنی ایک برا خیال جب آئے تو اسی وقت نفرت، سختی اور کراہت کے ساتھ اس کو رد (block) کردینا بندۂ مومن کے لیے ضروری ہے۔ ہمارے اس عمل سے شیطان کو یہ پیغام جاتا ہے کہ میرے اس جال کو بندے کا دل قبول کرنے کو تیار نہیں ہے۔ محض برے خیال کے آنے سے انسان کے نامۂ اعمال میں گناہ نہیں لکھا جاتا، اس لیے کہ یہ انسان کے بس میں نہیں ہے بلکہ یہ نفس اور شیطان کی طرف سے القاء کردہ ہے، اس خیال کے آنے کی ذمہ داری ہم پر عائد نہیں ہوتی۔ ذمہ داری ہم پر اس وقت آتی ہے، جب ہم نے اس خیال کو رد نہیں کیا، اس کے لیے نفرت اور کراہت کا اظہار نہیں کیا بلکہ اسے Welcome کیا ہے۔ وہ برا خیال جب دوبارہ آیا تو ہم اسے سوچتے رہے، اس سے حلاوت و کیف لیتے رہے، اس کے بار بار آنے اور دستک دینے پر ہم دل کا دروازہ کھولتے رہے اور وہ ہمارے دل میں داخل ہوتا رہا۔ گویا ہم نے اس برے خیال سے اپنی مانوسیت ظاہر کردی۔ اس مانوسیت کے سبب وہ روز آنے لگا۔

جب یہ خاطر نفسانی یا خاطر شیطانی ہمارے ساتھ تسلسل کے ساتھ جڑا رہنے لگا تو اب یہ ''وسوسہ'' بن گیا۔ یاد رکھیں! وسوسہ سے مراد ''وہم'' نہیں بلکہ یہ برائی کی سوچ کی مستقل شکل ہے، جو ذہن میں جم جاتی ہے۔ ارشاد فرمایا:

الَّذِیْ یُوَسْوِسُ فِیْ صُدُوْرِ النَّاسِ. مِنَ الْجِنَّةِ وَالنَّاسِ.

''جو لوگوں کے دلوں میں وسوسہ ڈالتا ہے۔ خواہ وہ (وسوسہ انداز شیطان) جنات میں سے ہو یا انسانوں میں سے۔'' (الناس:۵،۶)

خاطر اور برا خیال جب وسوسہ بنتا ہے تو یہاں پر شیطان اور نفس آپس میں مل جاتے ہیں۔ اب ان کا قلبِ انسانی پر اثر انداز ہونے کا عمل الگ الگ نہیں رہتا بلکہ ان کا اتحاد ہوجاتا ہے۔ اب نفس اور شیطان کی صورت میں دو دشمن اپنے لشکر لے کر قلب پر حملہ آور ہوتے ہیں۔ جب تک محض خیال و خطرہ تھا تو اسے نفرت، کراہت، استغفار، عبادت، دعا، تعوذ کے ساتھ بھگانا آسان تھا مگر جب وہ وسوسہ بن گیا اور دل میں داخل ہوگیا تو اب اسے نکالنا اتنا آسان نہیں۔ پہلے اس نے کراہت سے نکل جانا تھا مگر اب یہ مجاہدہ کے بغیر نہیں نکلے گا۔ اس کے لیے اب زیادہ ریاضت و محنت کی ضرورت ہوگی۔ اب نفسِ امارہ کے وظائف اور خاص تسبیحات کرنا ہوں گی، طہارت، اذکار، تلاوت، تدبر و تفکر، نوافل اور بار بار وضو کرنا ہوگا یعنی اب وسوسہ کو دفع کرنے کے لیے مہینوں لگیں گے۔ جس نوعیت کا وسوسہ ہوگا، اسی طرح کے وظائف ہوں گے، جن پر محنت کرنا ہوگی۔

خطرہ کے وسوسہ بننے کے بعد بھی اگر مجاہدہ نہیں کیا، فکر نہیں کی اور وہ خیال جو ہمہ وقت ذہن کو پراگندہ کررہا ہے، اسے دور کرنے کے لیے ریاضت نہیں کی تو اب وہ شہوت بن جاتی ہے اور اس مرحلہ پر انسان اندھا ہوجاتا ہے، عقل ماؤف ہوجاتی ہے، آنکھوں سے سچائی دکھائی نہیں دیتی، کانوں سے سچائی سنائی نہیں دیتی اور دل و دماغ سچائی کو سمجھتے نہیں ہیں۔ سب کچھ خلط ملط ہوجاتا ہے اور بندہ ہلاکت و تباہی کی طرف گامزن ہوجاتا ہے۔

یاد رکھیں! اللہ تعالیٰ کی مدد و نصرت بھی تب ہی نازل ہوگی جب کوئی اللہ کے لیے سچا مجاہدہ کرے۔ ارشاد فرمایا:

وَالَّذِیْنَ جَاهَدُوْا فِیْنَا لَنَهْدِیَنَّهُمْ سُبُلَنَا.

''اور جو لوگ ہمارے حق میں جہاد (یعنی مجاہدہ) کرتے ہیں تو ہم یقیناً انہیں اپنی (طرف سَیر اور وصول کی) راہیں دکھا دیتے ہیں۔'' (العنکبوت، ۲۹: ۶۹)

جب خطرہ وسوسہ بن جائے تو اب اس سے نجات کے لیے مجاہدہ کی ضرورت ہے اور یہ مجاہدہ تب ہی ہوگا جب فکر ہوگی اور فکر تب ہی ہوگی جب پہچان و معرفت ہوگی کہ میں تو ہلاکت و تباہی کی طرف جارہا ہوں۔

ہمارا المیہ یہ ہے کہ ہم پہچان ہی پیدا نہیں کرنا چاہتے۔ پہچان کے لیے علم کا ہونا ضروری ہے اور علم کے لیے اہلِ علم سے سیکھنا ہوگا۔ تحریک منہاج القرآن ایک علمی و فکری تحریک ہے جو تجدیدِ دین اور احیائے اسلام کے ساتھ ساتھ اصلاحِ احوال، امراضِ قلب کی پہچان اور اس کے علاج کے لیے بھی مصروفِ عمل ہے۔

☆ برے خیالات بندے کو کس طرح ہلاکت تک پہنچاتے ہیں؟ مرحلہ وار اس پورے عمل کی تفصیل کچھ اس طرح ہے کہ:

۱۔ برے خیالات (خواطر) سے فکر (Way of Thinking) بنتی ہے۔ اب وہ خیال باہر کا خیال نہیں رہتا بلکہ بندے کی اپنی سوچ بن جاتا ہے اور بندہ اس کو Own کرلیتا ہے۔

۲۔ اس بری فکر کو اگر نہ روکا گیا تو یہ تصورات (Concepts) بن جاتے ہیں۔ اب بندہ جس بات کا بھی تجزیہ کرے گا، اپنے ان ہی تصورات کی روشنی میں کرے گا۔ یہ تصورات ہر ایک چیز پر غلبہ پاجاتے ہیں۔ آزاد، خالص اور معصوم سوچ جو اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی تعلیم کے تحت ہونی چاہیے تھی، وہ اس مرحلہ پر ختم ہوجاتی ہے۔ ذہن اس تصور کا قیدی بن جاتا ہے اور اسی کی عینک کے ذریعے ہر ایک کو دیکھتا ہے۔ جس طرح جس رنگ کی عینک ہو، بندے کو ہر چیز اسی رنگ کی دکھائی دیتی ہے، اسی طرح جب برا خیال تصور کے مرحلہ پر پہنچ جائے تو بندہ اسی کے تابع ہوکر ہر عمل کرتا اور سوچتا ہے۔ دل و دماغ میں جو وسعت پہلے تھی، اب تصور نے اسے محدود کردیا ہے۔

۳۔ جب تصورات پختہ ہوجائیں تو ان سے شہوات جنم لیتی ہیں۔

۴۔ جب یہ شہوات پختہ ہوجائیں تو اس سے ارادہ (Intention) جنم لیتا ہے اور ارادہ انسان کو کسی اچھے یا برے کام کے کرنے کے قریب لے جاتا ہے۔

یاد رکھیں کہ جب برائی کا خیال ارادہ تک پہنچ جائے تو اب اسے ختم کرنا انتہائی مشکل ہے۔ اس لیے برائی و بدی کے خیال کو پہلی ہی دستک پر رد کریں۔ اس خیال کے آتے ہی فکر مند ہوجائیں کہ میں اتنا نافرمان اور گناہ گار ہوگیا کہ اس خیال و خطرہ نے میرے دل کو اپنی آماجگاہ کے لیے منتخب کیا۔ یعنی بندے کو اس وقت تشویش ہوجائے کہ یہ خیال و خطرہ کیوں آیا اور کہاں سے آیا؟ سمجھدار بندہ اس کے مصدر و ماخذ کو تلاش کرکے اس خطرہ و خیال کو وہیں رد کردیتا ہے۔

۵۔ جب ارادے رفتہ رفتہ پختہ ہوجائیں تو پھر وہ افعال میں تبدیل ہوجاتے ہیں اور انسان سے گناہ سرزد ہونا شروع ہوجاتے ہیں۔ اب یہ اس کے نامہ اعمال میں لکھا جائے گا۔ یہ گناہ دراصل اس نے خود اپنی بے فکری اور بے پرواہی سے کمایا ہے اور خطرات سے اپنی حفاظت نہیں کی۔

۶۔ جب برے افعال بار بار سرزد ہوتے ہیں تو پھر یہ عادات بن جاتی ہیں اور بندہ اس برائی کا عادی ہوجاتا ہے۔ جب بندہ کسی برائی کا عادی ہوجائے تو اس عادت سے ہلاکت واقع ہوجاتی ہے۔ عادت فطرتِ ثانی کی طرح مضبوط ہوتی ہے۔ جس طرح بندے کی فطرت نہیں بدل سکتی، اسی طرح عادت کا بدلنا ناممکن تو نہیں مگر انتہائی مشکل ہے۔ جس شخص نے آسان مراحل پر محنت و مجاہدہ نہیں کیا، اب عادت بن جانے کے بعد وہ کیا محنت کرے گا۔

اگر یہ مراحل ذہن میں رہیں تو ہم اپنی زندگی میں اس امر پر توجہ مرکوز کرسکتے ہیں کہ کس چیز کو کس مرحلہ پر روکنا ہے۔ جب بندہ ہلاکت پر پہنچ جاتا ہے تو اس مقام پر اس کا دل مردہ ہوجاتا ہے۔ مردہ دل کی پہچان یہ ہے کہ اس میں ایمان کی زندگی اور حرارت قائم نہیں رہتی، وہ اپنے رب کو پہچانتا نہیں ہے، اس کا دل اللہ کی عبادت گزاری، اللہ کی رضا اور محبت سے خالی ہوتا ہے۔ اس کا دل ہر وقت نفس کی لذتوں، حلاوتوں اور شہوتوں کے ساتھ جڑا رہتا ہے۔

دوسری طرف قلبِ سلیم اور قلبِ حیی کی علامت یہ ہے کہ وہ ایمان، خیر، تقویٰ، نیکی، محبتِ الٰہی اور رضائے الٰہی پر جم جاتا ہے۔

اب برے خیال، برائی اور بدی اسے متزلزل نہیں کرسکتے، وہ بری شہوتوں سے محفوظ ہوجاتا ہے، اللہ کے اوامر ونواہی کی مخالفت نہیں کرتا، یعنی یقین کی حالت میں رہتا ہے اور شکوک و شبہات اور مخالفت سے پاک ہوتا ہے۔ یہ بہت اعلیٰ مقام ہے۔ جنہیں قلبِ سلیم نصیب ہوجائے، وہ اللہ کے اولیاء وصلحاء میں شمار ہوتے ہیں۔

مردہ اور زندہ ان دو طرح کے قلوب کے درمیان قلبِ مریض/ قلبِ سقیم ہے۔ ہم میں سے اکثریت قلبِ مریض کی حامل ہے۔ قلبِ سقیم/ مریض وہ ہے جس میں زندگی کے اثرات بھی ہوتے ہیں اور موت کے اثرات اور سایہ بھی ہوتا ہے۔ جس طرح ہم عام زندگی میں؛ صحت مند، مریض اور مردہ آدمی کا مشاہدہ کرتے ہیں کہ صحت مند بندہ وہ ہے جس میں کوئی بیماری نہیں، مردہ وہ ہے جس کو دفنادیا اور جس کے سارے احوال ختم ہوگئے اور مریض وہ ہے جو نہ صحت مند ہے اور نہ ہی مردہ۔ خواہ اس کا مرض کسی بھی نوعیت اور شدت کا ہو، وہ مریض ہی کہلائے گا۔ نزلہ، زکام، بخار والا بھی مریض ہے اور کینسر اور دیگر مہلک امراض والا بھی مریض ہے۔ اس مریض کے اندر زندگی اور موت دونوں کے اثرات ہوتے ہیں۔ کبھی زندگی کے اثرات غالب آجاتے ہیں اور کبھی موت کے اثرات غالب آجاتے ہیں۔ نیک صحبتوں اور محافل میں چلا جائے تو اس قلبِ مریض میں زندگی کے اثرات آنا شروع ہوجاتے ہیں اور جونہی بندہ اس صحبت ومجلس سے دور ہوتا ہے تو پھر موت کے اثرات اس پر غالب آجاتے ہیں۔ گویا مریض دل میں کبھی اللہ کی محبت، ایمان، اخلاص، توکل کی کیفیات پیدا ہوجاتی ہیں اور کبھی شہوات، نفسانی لذات، حسد، کبر، بغض، حرص، لالچ اور معصیت کی محبت غالب آجاتی ہے۔ گویا مریض دل میں نیکی اور برائی دونوں طرح کے داعیے پائے جاتے ہیں۔ اس دل میں ان دونوں داعیوں کے درمیان کشمکش کا ماحول ہوتا ہے اور ہماری اکثریت اسی قلب سقیم کی مالک ہے۔

۶۔ چھٹا خطاب: اقسامِ قلب

شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہرالقادری نے شہر اعتکاف سے اپنا چھٹا خطاب (27 اپریل/ ۲۵ رمضان المبارک بدھ) ’’اقسامِ قلب‘‘ کے موضوع پر ارشاد فرمایا۔ اس خطاب میں آپ نے قلب کی اقسام کو بیان کرتے ہوئے قلب پر اچھی یا بری صحبت کے اثرات اور موجودہ دور میں صحبت کی مختلف صورتوں کو واضح کرتے ہوئے اس امر کو واضح کیا کہ دل مریض کیسے ہوتا ہے؟ آپ نے اس موضوع پر اظہارِ خیال کرتے ہوئے فرمایا:

قلب کی تین اقسام ہیں:

۱۔ قلبِ سلیم/صحیح ۲۔ قلبِ میت/ مردہ ۳۔ قلبِ سقیم/مریض

۱۔ قلبِ سلیم

قلبِ سلیم زندہ وصحت مند دل ہے، اسے قلبِ صحیح بھی کہتے ہیں۔ اس دل کی درج ذیل خوبیاں ہیں:

(۱) قلبِ صحیح کی پہلی خوبی ہے کہ وہ ہر قسم کی مرض و آفت سے محفوظ و سلامت ہوتا ہے۔ اس میں ثبات اور مضبوطی ہوتی ہے۔ قلب میں ثبات اس لئے ضروری ہے کہ لفظِ ’’قلب‘‘ کے معنٰی میں ہی پھرنا، بدلنا، گھومنا اور تغیر کا مفہوم شامل ہے۔ اس کو قلب کہتے ہی اس لیے ہیں کہ یہ تغیر وتبدل سے ہمکنار ہوتا رہتا ہے۔ جیسا ماحول، سوسائٹی اور دوستی ملی، جہاں بیٹھے، جو کچھ پڑھا، سنا، اس کا فوری اثر لیتا ہے اور بدل جاتا ہے۔ اس لیے اسے پہلے ثبات دینا ضروری ہے کیونکہ ثبات ناپائیداری کو ختم کرتا ہے۔ اس لیے دل کو پہلے امراض، بیماریوں اور آفات و بلیات سے محفوظ کرنا، سلامت رکھنا، بچانا اور ثابت قدم رکھنا ضروری ہے۔

(۲) قلبِ سلیم کی دوسری خوبی یہ ہے کہ یہ ہر قسم کی بری شہوات، خواہشات اور خیالات سے محفوظ ہوتا ہے اور وہ ان کے لیے اپنے دل کے دروازہ کو بند کر کے رکھتا ہے۔

(۳) قلبِ صحیح کی تیسری خوبی یہ ہے کہ یہ تمام شکوک وشبہات سے پاک ہوتا ہے۔

☆ قلبِ سلیم کے لیے اچھی صحبت کا ہونا ضروری ہے۔ اچھی صحبت کی وجہ سے قلبِ سلیم مذکورہ خوبیوں کو اپنے اندر سموئے رہتا ہے۔ یاد رکھ لیں کہ صحبت کا معنٰی آج کل بڑا وسیع ہو چکا ہے۔ پہلے زمانوں میں اس کا معنٰی صرف جسمانی طور پر کسی کے ساتھ بیٹھنا ہوتا تھا۔ مگر اب گلوبلائزیشن کے بعد دنیا بہت ایڈوانس ہوگئی ہے، ماڈرن ٹیکنالوجیز آ گئی ہیں، اس لیے صحبت بڑی وسیع، کثیر الجہات اور کثیر الاثرات چیز ہوگئی ہے۔

پہلی صحبت بندہ کو اپنے گھر سے ملتی ہے۔ بچے کے لئے گھر کا ماحول، ماں باپ، بڑے بہن بھائی، طور اطوار، بول چال کے طریقے، معاملات کے انداز، الغرض سکول کی عمر سے پہلے ابتدائی چار پانچ سال وہ جو کچھ گھر میں دیکھتا ہے، یہی صحبت اس پر اثر انداز ہوتی ہے۔

دوسری صحبت سکول میں میسر صحبت ہے۔ یہ سب سے خطرناک ہے۔ مختلف گھرانوں اور بیک گراؤنڈز سے آنے والے بچے مختلف خیالات لے کر آتے ہیں اور یہ سب مل جل کر تبادلہ خیال کی ایک چھوٹی سی الگ دنیا ہوجاتی ہے۔

تیسری صحبت بندے کو سوسائٹی میں زیرِ گردش خیالات کی صورت میں ملتی ہے۔ اس میں الیکٹرانک میڈیا اور سوشل میڈیا بھی شامل ہے۔ پہلے زمانے میں یہ شر کے دروازے موجود نہ تھے۔ ہماری عمر اور نسلوں کے لوگ اگر خرافات سے بچ گئے ہیں تو یہ ان کی اپنی کوئی بہت بڑی کامیابی نہیں ہے بلکہ ہمارے خطرات، حملے اور بری صحبتیں کم تھیں۔ گلی گلی میں حیا تھا، دین کی فکر تھی، سچائی کی راہ سے ہٹ کر برائی کا سوچتا ہی کوئی نہیں تھا، گھروں، سکولوں، گلی محلوں، مسجدوں ، دوستوں الغرض ہر طرف بہت ساری اقدار صحیح تھیں۔ اس لیے برائی کے اثرات دل پر نہیں پڑتے تھے اور ہمارے دل اور عقیدے کی حفاظت ہوتی تھی۔

گویا خیالات کو ہماری سوسائٹی، مساجد ، محلے ، گرد و نواح کے نیک اثرات کنٹرول کرتے تھے۔ آج یہ سب دیواریں گر گئی ہیں اور اخلاقی اقدار کے زوال اور گمراہی کا ایسا سیلاب آچکا ہے کہ جس سے کوئی بندہ نہیں بچا۔

(۴) قلبِ سلیم کی چوتھی خوبی یہ ہے کہ یہ اللہ کے سوا کسی کی غلامی و اثر قبول کرنے سے آزاد ہوتا ہے۔ وہ اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے حکم کے سوا کسی حکم کو مؤثر نہیں سمجھتا۔ اس میں فطری طور پر اپنے خالق و مالک کی تابعداری ہوتی ہے۔

(۵) قلبِ سلیم کی پانچویں خوبی یہ ہے کہ اس کے اندر خالصیت ہوتی ہے۔ یہ اللہ کی عبادت اور بندگی کے لیے مخلص ہوتا ہے۔ یعنی فطرتاً قلبِ سلیم میں ملاوٹ نہیں ہوتی۔ یہ ہر کام خالصیت سے کرتا ہے۔ ریاکاری، ملاوٹ دھوکہ، ظلم، غیبت، جھوٹ، چوری اس کی فطرت میں نہیں ہوتی۔ اس کی نیت و ارادہ، محبت و توکل، خوف و خشیت، امید و رجاء اور عمل بھی اللہ کے لئے خالص ہوتا ہے۔

(۶) قلبِ سلیم کی چھٹی خوبی یہ ہے کہ یہ ہمیں اس اصل پیدائشی حالت پر رکھتا ہے جس پر اللہ تعالیٰ نے ہمیں پیدا کیا۔

(۷) ساتویں خوبی یہ ہے کہ قلبِ سلیم جس سے محبت کرتا ہے اللہ کے لئے کرتا ہے، دنیاوی غرض و منفعت اور مفاد کے لئے نہیں کرتا، جس سے دشمنی رکھتا ہے اللہ کے لئے رکھتا ہے، جسے دیتا ہے اللہ کے لیے دیتا ہے اور جسے دینے سے رکتا ہے، اللہ کے لیے رکتا ہے۔

کوئی قلب اُسی وقت ہی قلبِ سلیم ہوگا کہ جب مذکورہ تمام خوبیاں اس میں موجود ہوں اور اسی دل کو قیامت کے دن نجات اور فلاح نصیب ہوگی۔

۲۔ قلبِ میت/ مردہ

قلبِ میت؛ مردہ دل ہے، اس قلب کے حاملین کم لوگ ہیں۔ اگر قلب میں سے قلبِ سلیم کی مذکورہ تمام صفات نکال دیں تو یہ مردہ ہوجاتا ہے۔ اس میں حیات کی علامت نہیں ہوتی اور نہ ہی اپنے مولا کی پہچان رہتی ہے۔ قلبِ میت کی علامات درج ذیل ہیں:

(۱) مردہ دل اس بات پر میں اللہ کے لئے محبت و رضا کی طلب اور دھیان ہی نہیں رہتا۔

(۲) یہ شہوات پر جما ہوا ہوتا ہے اور برے خیالات، خواہشات اور لذات سے سکون لیتا ہے۔

(۳) مردہ دل اس بات پر فکر مند نہیں ہوتا کہ میرے اس خیال، سوچ اور عمل سے اللہ ناراض ہوگا یا راضی ہوگا۔ اللہ تعالیٰ کے اوامر و نواہی سے بے پرواہ ہونا مردہ دلی ہے۔ پردہ حائل ہو جانے اور سخت غفلت میں چلے جانے سے اس کا تعلق اللہ تعالیٰ سے ٹوٹ جاتا ہے اس لیے اسے اللہ کی رضا و ناراضگی اور آخرت میں اچھے اور برے انجام کا فکر نہیں رہتا۔

(۴) وہ دنیا میں دنیا ہی کا بندہ بن کر رہ جاتا ہے۔ وہ پیسے، کاروبار، حکومت، طاقت اور عزت کا بندہ و غلام بن کر رہ جاتا ہے۔ یعنی دنیا میں اس کے سو مولا ہوتے ہیں۔

(۵) مردہ دل امیدیں اور رضا بھی دنیا اور دنیا داروں کی چاہتا

ہے۔ جہاں اس کے مفادات جڑ گئے، تعظیم بھی ان ہی کی کرتا ہے اور ذلیل بھی ان ہی کے ہاتھوں ہوتا ہے۔

(۶) کسی سے محبت و بغض بھی نفس کی چھپی ہوئی خواہش کی وجہ سے کرتا ہے۔ اللہ کے لئے وہ کچھ نہیں کر رہا ہوتا، اگر کبھی اللہ کا نام لیتا بھی ہے تو وہ صرف دھوکہ دہی کے لئے لیتا ہے۔

(۷) دنیا میں ہر شے سے مقدم اس کی اپنی خواہشِ نفس ہوتی ہے اور اسی کو وہ اپنا مقتدا سمجھتا ہے۔ خواہش و ہوائے نفس اس کا امام و قائد ہوتا ہے۔ شہوات، لذات اور خواہشات اسے پکڑ کر چلا رہی ہوتی ہیں۔ احکامِ الٰہی اور اس کی معرفت سے بے خبری و جہالت اس کا ڈرائیور ہوتی ہے اور یہ گاڑی اسے ہلاکت کی طرف لے جا رہی ہوتی ہے۔

(۸) غفلت مردہ دل شخص کی سواری بن جاتی ہے۔

(۹) گناہ، نافرمانی، سیئات اور برے کام؛ مردہ دل کی تجارت، کل پونجی اور زادِ سفر ہوتا ہے۔

(۱۰) حرام کام مردہ دل کے ہتھیار ہوتے ہیں۔ ان ہی سے وہ سوسائٹی میں اپنا مقام و عزت سمجھتا ہے۔

(۱۱) کوئی بھی اسے خیر کی طرف بلائے، سمجھائے، اس کے دل کے کان ادھر متوجہ نہیں ہوتے۔ کسی خیر کی دعوت دینے والے اور نصیحت کرنے والے کی بات کا اس پر اثر نہیں ہوتا۔

قرآن مجید میں جتنا بھی ایسا ذکر آتا ہے کہ "اللہ نے دلوں پر مہر لگا دی"۔ اس سے مراد یہی قلبِ میت کے حاملین ہیں۔ اس کا یہ مطلب نہیں کہ اللہ ان سے زیادتی کرتا ہے۔ اللہ نے تو انھیں ایسا پیدا نہیں کیا تھا اور نہ انھیں مجبور کیا تھا۔ انھوں نے خود غلط راستے، غلط صحبت، غلط سنگت، غلط سوسائٹی، غلط خیالات اور غلط تصورات منتخب کئے۔ یہ دروازے انھوں نے اپنے اوپر خود کھولے۔ جب احتیاط نہ کرکے خود exposed ہوئے تو نتیجتاً مریض ہوتے چلے گئے اور بالآخر مردہ دل ہوگئے اور اب ان کے دل پر ان کے اپنے نامہ اعمال کے سبب مہر لگ گئی۔

۳۔ قلبِ سقیم/ مریض

قلبِ مریض وہ دل ہے جو دو حالتوں (سلیم اور مردہ) کے درمیان میں ہو۔ اس کی دوسری آسان تعریف یہ ہے کہ جس دل میں سے قلبِ سلیم کی جتنی خوبیاں کم ہوتی جائیں گی، یہ دل اتنا مریض ہوتا چلا جائے گا۔ تمام اچھے اوصاف کا ایک جگہ ہونا قلبِ سلیم ہے اور تمام اچھے اوصاف سے خالی ہونا قلبِ میت ہے جبکہ کسی ایک اچھے وصف سے خالی ہونا یا کسی میت دل کی برائی کا حامل ہونا، مریض دل کی علامت ہے۔ قلبِ مریض میں حیات اور ممات دونوں کے مادے ہوتے ہیں۔ اگر قلبِ سقیم کو کسی قلبِ صحیح والے کی صحبت ملی تو وہ قلب بھی سلامتی اور صحبت کی طرف گامزن ہوگا اور اگر بندہ قلبِ میت کے حاملین کی صحبت میں بیٹھے گا تو پہلے ہی سے مریض ہونے کے سبب اس کے مرض میں مزید اضافہ ہوتا چلا جائے گا۔

☆ دل مریض کیسے ہوتا ہے؟ اس حوالے سے یہ معلوم ہونا چاہیے کہ ہمارے حواسِ خمسہ کا دل کے ساتھ ایک تعلق ہے۔ دل پر حواسِ خمسہ کے اثرات کی ایک ظاہری شکل ہے اور ایک باطنی شکل ہے۔ دل پر اپنا باطنی اثر (impect) ڈالنے والے حواس میں کان اور آنکھ نہایت اہمیت کے حامل ہیں۔ لہٰذا ان دونوں اعضاء کی بہت زیادہ حفاظت کی ضرورت ہے۔ اسی طرح حلال کھانے کی صورت میں زبان کا باطنی impect دل میں تقویٰ کی صورت سامنے آتا ہے اور حرام کھانے کی صورت میں خباثت اور بدفعلی و بدعملی کی صورت میں اس کا اثر سامنے آتا ہے۔ جس نے اپنی آنکھ، کان، زبان اور دماغ پر کنٹرول کرلیا اس کا دل مریض یا مردہ ہونے سے بچ گیا۔

پس جو دیکھا اور سنا، اس کا ظاہری اثر دماغ تک جاتا ہے اور اس کا باطنی اثر دل پر جاتا ہے۔ جو اثر دل پر جاتا ہے، اس کا علاج صوفیاء کرتے ہیں جبکہ ظاہری اثر کا علاج ڈاکٹرز کرتے ہیں۔ لہٰذا غلط نہ سنیں، غلط نہ دیکھیں، غلط نہ بولیں، غلط نہ سوچیں۔ ان چار دروازوں سے چور داخل ہوکر دل تک پہنچتا ہے۔ ان چار دروازوں پر چوکیدار کھڑے کریں۔ پس سننے والی، دیکھنے والی، پڑھنے والی، سوچنے والی ہر بات کا impect ہمارے دل پر بھی پڑتا ہے اور ہم نہ چاہتے ہوئے بھی ان حواس کے ذریعے کئی امراض دل کو منتقل کرتے چلے ہیں۔

(جاری ہے)

الفقہ

حج اور قربانی کی فضیلت و اہمیت

حجاج کرام خدا کے مہمان اور ان کی دعائیں قبول ہوتی ہیں

اللہ کی رضا کے لئے قربانی کے جانور کا خون بہانا افضل ترین عبادت ہے

مفتی عبدالقیوم خان ہزاروی

حج کا معنی ارادہ کرنا ہے۔ اصطلاح میں حج کا معنی ہے:

هُوَ عِبَارَةٌ عَنِ الْأَفْعَالِ الْمَخْصُوصَةِ مِنَ الطَّوَافِ وَالْوُقُوفِ فِي وَقْتِهِ، مُحْرِماً بِنِيَّةِ الْحَجِّ سَابِقاً.

حج افعال مخصوصہ مثلاً طواف اور وقوف اپنے وقت میں بحالت احرام پہلے سے ہی حج کی نیت سے ادا کرنے سے عبارت ہے۔ (الفتاوی الھندیۃ، ۱:۲۱۶)

حج اسلام کا بنیادی رکن ہے اور یہ ہر اس شخص پر زندگی میں ایک مرتبہ فرض ہے جو صاحبِ استطاعت ہو۔ حج، اسلام کی بنیادی تعلیمات میں سے ایک ایسا رکن ہے جو اجتماعیت اور اتحاد و یگانگت کا آئینہ دار ہے۔ قرآن کریم میں حج کی فضیلت واہمیت کا اندازہ درج ذیل آیتِ مبارکہ سے لگایا جا سکتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

وَلِلّٰهِ عَلَى النَّاسِ حِجُّ الْبَيْتِ مَنِ اسْتَطَاعَ إِلَيْهِ سَبِيلًا.

اور اللہ کے لیے لوگوں پر اس گھر کا حج فرض ہے جو بھی اس تک پہنچنے کی استطاعت رکھتا ہو۔ (آل عمران:۹۷)

حج کرنے والے کے لئے جنت ہے۔ حجاج کرام خدا کے مہمان ہوتے ہیں اور ان کی دعا قبولیت سے سرفراز ہوتی ہے۔ یہ نفوس ہر قسم کی برائی کا خاتمہ کرنے کا عہد کرتے ہوئے نیکیوں کے حصول کی جانب ایک نئے سفر کا آغاز کرتے ہیں۔ اگر کوئی شخص زندگی میں استطاعت کے باوجود حج نہ کرے تو وہ ربِ کائنات کی رحمتوں سے نہ صرف محروم ہوجاتا ہے بلکہ ہدایت کے راستے بھی اس کے لئے مسدود ہوجاتے ہیں۔

کتب احادیث میں ایسی کثیر روایات ہیں جن میں حج کی اہمیت و فضیلت بیان کی گئی ہے۔ ذیل میں چند احادیث درج کی جارہی ہیں:

۱۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ سے پوچھا گیا کہ کونسا عمل سب سے زیادہ فضیلت والا ہے؟ فرمایا کہ اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لانا۔ عرض کی گئی: پھر کونسا ہے؟ فرمایا کہ اللہ کی راہ میں جہاد کرنا۔

قِيلَ ثُمَّ مَاذَا؟ قَالَ: حَجٌّ مَبْرُورٌ

عرض کی گئی کہ پھر کونسا ہے؟ فرمایا کہ حج جو برائیوں سے پاک ہو۔ (بخاري، الصحيح، ۱:۱۸، رقم:۲۷)

۲۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے نبی کریم ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا:

مَنْ حَجَّ لِلّٰهِ فَلَمْ يَرْفُثْ وَلَمْ يَفْسُقْ رَجَعَ كَيَوْمِ وَلَدَتْهُ أُمُّهُ.

جو رضائے الٰہی کے لیے حج کرے جس میں نہ کوئی بیہودہ بات ہو اور نہ کسی گناہ کا ارتکاب۔ وہ ایسے لوٹے گا جیسے اس کی ماں نے ابھی جنا ہو۔ (بخاري، الصحيح، ۲:۵۵۳، رقم:۱۴۴۹)

۳۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ روایت فرماتے ہیں کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

اَلْعُمْرَةُ إِلَى الْعُمْرَةِ كَفَّارَةٌ لِمَا بَيْنَهُمَا، وَالْحَجُّ الْمَبْرُورُ لَيْسَ لَهُ جَزَاءٌ إِلَّا الْجَنَّةُ.

ایک عمرہ سے دوسرے عمرہ تک کا درمیانی عرصہ گناہوں کا

کفارہ ہے، اور حج مبرور (مقبول) کا بدلہ جنت ہی ہے۔

(بخاري، الصحيح، ٢: ٩٢٩، رقم: ١٦٨٣)

۴۔ استطاعت کے باوجود حج نہ کرنے والوں کو اللہ تعالیٰ اپنے ذمہ کرم سے نکال دیتا ہے۔ حضرت ابو اُمامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

مَنْ لَمْ يَمْنَعْهُ مِنَ الْحَجِّ حَاجَةٌ ظَاهِرَةٌ أَوْ سُلْطَانٌ جَائِرٌ أَوْ مَرَضٌ حَابِسٌ، فَمَاتَ وَلَمْ يَحُجَّ فَلْيَمُتْ إِنْ شَآءَ يَهُوْدِيًّا وَإِنْ شَآءَ نَصْرَانِيًّا.

جس شخص کو فریضہ حج کی ادائیگی میں کوئی ظاہری ضرورت یا کوئی ظالم بادشاہ یا روکنے والی بیماری (یعنی سخت مرض) نہ روکے اور وہ پھر (بھی) حج نہ کرے اور (فریضہ حج کی ادائیگی کے بغیر ہی) مر جائے تو چاہے وہ یہودی ہو کر مرے یا عیسائی ہو کر (اللہ تعالیٰ کو اس کی کوئی فکر نہیں ہے)۔

(ترمذي، السنن، ٣: ١٧٦، رقم: ٨١٢)

۵۔ اس عظیم سعادت کو حاصل کرنے والے کو بخشش کی نوید سناتے ہوئے حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

اَلْحُجَّاجُ وَالْعُمَّارُ وَفْدُ اللهِ. إِنْ دَعَوْهُ أَجَابَهُمْ، وَإِنِ اسْتَغْفَرُوْهُ غَفَرَ لَهُمْ.

حج اور عمرہ کرنے والے اللہ تعالیٰ کے مہمان ہیں، وہ اس سے دعا کریں تو ان کی دعا قبول کرتا ہے اور اگر اس سے بخشش طلب کریں تو انہیں بخش دیتا ہے۔ (ایک روایت میں) جہاد کرنے والا، حج کرنے والا اور عمرہ کرنے والا (کے الفاظ بھی ہیں)۔

(ابن ماجه، السنن، ٢: ٩، رقم: ٢٨٩٢)

٦۔ ایک اور مقام پر حضور اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

مَنْ دَخَلَ الْبَيْتَ دَخَلَ فِي حَسَنَةٍ وَخَرَجَ مِنْ سَيِّئَةٍ مَغْفُوْرًا لَهُ.

جو شخص بیت اللہ میں داخل ہوگیا وہ نیکی میں داخل ہوگیا اور برائی سے خارج ہو کر مغفرت پا گیا۔

(ابن خزيمة، الصحيح، ٤: ٣٣٢، رقم: ٣٠١٣)

اقسامِ حج

ادائیگی کے طریقہ کے لحاظ سے حج کی تین اقسام ہیں:

۱۔ افراد: اس طریقے کو کہتے ہیں جس میں حج کا احرام باندھا جاتا ہے۔ حج کرنے والا اس میں عمرہ نہیں کرتا بلکہ وہ صرف حج ہی کرسکتا ہے اور احرام باندھنے سے حج کے اختتام تک مسلسل احرام کی شرائط کی پابندی ضروری ہے۔

۲۔ قران: حج اور عمرہ کا ایک ساتھ احرام باندھا جاتا ہے۔ مکہ پہنچ کر پہلے عمرہ کرتا ہے پھر اسی احرام میں حج ادا کرنا ہوتا ہے۔

۳۔ تمتع: وہ طریقہ حج ہے جس میں حج اور عمرہ کو ساتھ ساتھ اس طرح ادا کیا جاتا ہے کہ مکہ مکرمہ میں عمرہ ادا کرنے کے بعد احرام کی حالت سے باہر آسکتا ہے اور پھر حج کے لئے ۸ ذی الحجہ کو حج کے ارادے سے احرام باندھتا ہے اور یہ سب سے آسان حج ہے۔

فرائضِ حج

فرائض حج درج ذیل ہیں:

۱۔ احرام باندھنا ۲۔ وقوفِ عرفات ۳۔ طوافِ زیارت کرنا

۴۔ ان تینوں فرائض کو مقررہ مقامات اور مقررہ اوقات میں ترتیب سے ادا کرنا۔

واجباتِ حج

سات چیزیں حج کے واجبات میں شامل ہیں:

۱۔ مزدلفہ میں ٹھہرنا ۲۔ جمرات کو کنکریاں مارنا

۳۔ اگر حج قران یا حج تمتع کی نیت کی ہے تو قربانی کرنا

۴۔ سر کے بال منڈوانا یا کتروانا

۵۔ صفا اور مروہ کے درمیان طواف سعی کرنا

٦۔ طواف وداع کرنا ۷۔ طواف زیارت کے سات چکر پورے کرنا

ان واجبات میں سے کوئی واجب بھی ترک ہوجائے تو ایک قربانی دینا ضروری ہے۔

حالتِ احرام میں جو چیزیں منع ہیں

حالت احرام میں بعض ایسی چیزیں منع ہیں جو عام حالات میں جائز ہوتی ہیں مثلاً:

۱۔ شکار کرنا، شکاری کی مدد کرنا، شکار کی طرف اشارہ کرنا

۲۔حدودِ حرم میں درخت، گھاس پودے وغیرہ کاٹنا یا مکھی، مچھر، جوں وغیرہ مارنا

۳۔جسم سے کوئی بال توڑنا یا کاٹنا یا ناخن وغیرہ ترشوانا

۴۔سلے ہوئے کپڑے پہننا ۵۔خوشبو لگانا

۶۔مرد کے لئے سر اور چہرے کا چھپانا اور عورت کے لئے صرف چہرے کا ڈھانپنا (خواتین کے لئے سر ڈھانپنا ضروری ہے)

ایامِ حج اور ارکان حج کی ادائیگی

۸ ذی الحجہ سے ۱۲ ذی الحجہ کے پانچ دن ایامِ حج کہلاتے ہیں۔ انہی ایام میں حج کے جملہ مناسک ادا کرنا ہوتے ہیں:

۱۔ ۸ ذالحجہ: منیٰ کو روانگی

حجاج ۸ ذی الحجہ کو مکہ مکرمہ میں نماز فجر ادا کرکے سورج نکلتے ہی منیٰ کی جانب روانہ ہوجاتے ہیں۔ سفر میں تلبیہ کی کثرت کی جاتی ہے۔ منیٰ پہنچ کر ظہر، عصر، مغرب اور عشاء کی نمازیں پڑھنے کے بعد رات یہیں قیام کرتے ہیں اور ۹ ذی الحجہ کی نماز فجر بھی منیٰ میں ادا کرتے ہیں۔

۲۔ ۹ ذی الحجہ: وقوفِ عرفات

نماز فجر منیٰ میں ادا کرنے کے بعد سورج نکلنے پر عرفات کی طرف روانگی ہوتی ہے اور عرفات میں ظہر و عصر کی نمازیں ظہر کے وقت ملاکر پڑھی جاتی ہیں۔ میدان عرفات میں اسی قیام کو وقوفِ عرفات کہتے ہیں جو حج کا سب سے اہم رکن ہے۔ اگر کسی وجہ سے ۹ ذی الحجہ کے دن یا اس رات بھی کوئی یہاں پہنچنے سے رہ جائے تو اسکا حج نہیں ہوگا اور نہ ہی اس کی تلافی کی کوئی گنجائش ہے۔

مزدلفہ میں قیام: اس دن غروب آفتاب کے وقت عازمین مغرب کی نماز پڑھے بغیر مزدلفہ روانہ ہوجاتے ہیں۔ مزدلفہ میں نماز عشاء کے وقت میں مغرب و عشاء کی نماز جمع کرکے پڑھی جاتی ہیں۔ رات مزدلفہ میں ہی قیام ہوتا ہے۔

۳۔ ۱۰ ذی الحجہ: منیٰ روانگی

فجر کی نماز کے بعد مزدلفہ میں توقف کرنا واجب ہے۔ بعد ازاں عازمین منیٰ کو روانہ ہوتے ہیں۔ منیٰ پہنچ کر حجاج کرام کو تین واجبات بالترتیب ادا کرنے ہوں گے:

۱۔ بڑے شیطان کو کنکریاں مارنا۔

۲۔ رمی سے فارغ ہونے کے بعد قربانی کرنا۔

۳۔ قربانی کے بعد سر منڈاوانا یا کتروانا

اس کے بعد احرام کھول کر عام لباس پہن لیا جاتا ہے اور حجاج سے احرام کی سب پابندیاں (سوائے مباشرت کے) ختم ہوجاتی ہیں۔

۴۔طوافِ زیارت

حجاج احرام کھولنے کے بعد مکہ مکرمہ میں چوتھا رکن طواف زیارت ادا کرتے ہیں۔ یہ حج کے فرائض میں شامل ہے اور ۱۲ ذی الحجہ کا آفتاب غروب ہونے تک جائز ہے اس کے بعد دم (قربانی) واجب ہوگا اور فرض بھی ذمہ رہے گا۔

۵۔سعی اور منیٰ سے واپسی

طوافِ زیارت کے بعد صفا و مروہ کی سعی کرنا واجب ہے۔ طوافِ زیارت و سعی کے بعد دو رات اور دو دن منیٰ میں قیام کرنا سنتِ موکدہ ہے۔ مکہ میں یا کسی اور جگہ رات گزارنا ممنوع ہے۔ گیارہ، بارہ اور تیرہ ذی الحجہ کو ایام رمی، کہتے ہیں، ان تینوں تاریخوں میں تینوں جمرات کی رمی کی جاتی ہے۔ رمی کا وقت زوال کے بعد سے غروب آفتاب تک ہوتا ہے۔ پہلے جمرہ اولیٰ پر پھر جمرہ وسطیٰ اور بعد ازاں جمرہ عقبہ پر۔ پھر مکہ واپسی ہوتی ہے۔

۶۔طوافِ وداع

یہ حج کا آخری واجب ہے جو صرف میقات سے باہر رہنے والوں پر واجب ہے کہ جب وہ مکہ سے رخصت ہونے لگیں تو آخری طواف کرلیں۔

۷۔ مدینہ منورہ روانگی

مکہ میں مناسک حج کی تکمیل کے بعد حضور نبی اکرم ﷺ کی بارگاہ کی حاضری کے لئے عشاق مدینہ منورہ روانہ ہوجاتے ہیں۔

بچوں کا حج وعمرہ

بچوں کا بھی حج وعمرہ ہوتا ہے اور ان کو بھی حج وعمرہ کا ثواب ملتاہے۔ حضرت عبداللہ بن عباس ﷺ سے روایت ہے کہ

نبی کریم ﷺ کی سفر حج میں مقام روحاء (مدینہ منورہ سے تین مراحل پر ایک گاؤں) پر کچھ سواروں سے ملاقات ہوئی۔ آپ ﷺ نے ان سے پوچھا:

مَنِ الْقَوْمُ قَالُوا الْمُسْلِمُونَ فَقَالُوا مَنْ أَنْتَ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ فَرَفَعَتْ إِلَيْهِ امْرَأَةٌ صَبِيًّا فَقَالَتْ أَلِهَذَا حَجٌّ قَالَ نَعَمْ وَلَكِ أَجْرٌ.

یہ کون لوگ ہیں؟ انہوں نے کہا مسلمان ہیں، پھر انہوں نے پوچھا کہ آپ کون ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ! ان میں سے ایک عورت نے بچے کو اوپر اٹھا کر پوچھا کیا اس کا بھی حج ہو جائے گا؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ہاں اور تم کو بھی اس کا اجر ملے گا۔ (مسلم، الصحیح، ۲: ۹۷۴، رقم: ۱۳۳۶)

یعنی اس کا حج نفلی ہوگا اور ثواب پائے گا اور تم چونکہ اس نیک کام میں سبب ہو، لہٰذا تمہیں بھی ثواب ملے گا۔

بوڑھوں کی طرف سے حج

ایسے بوڑھے افراد جو سفر کی طاقت نہ رکھتے ہوں، اُن کی طرف سے حج کیا جا سکتا ہے۔ حدیث مبارکہ میں ہے کہ خثعم قبیلہ کی ایک بی بی نے عرض کی یارسول اللہ ﷺ!

إِنَّ فَرِيضَةَ اللهِ عَلَى عِبَادِهِ أَدْرَكَتْ أَبِي شَيْخًا كَبِيرًا لَا يَسْتَطِيعُ أَنْ يَسْتَوِيَ عَلَى الرَّاحِلَةِ فَهَلْ يَقْضِي أَنْ أَحُجَّ عَنْهُ قَالَ نَعَمْ.

یہ (حج) اللہ تعالیٰ نے تو اپنے بندوں پر فرض فرمایا ہے لیکن میرے والد محترم اتنے بوڑھے ہوگئے ہیں کہ وہ سواری پر اچھی طرح بیٹھ بھی نہیں سکتے۔ دریں حالات کیا میں ان کی طرف سے حج کرسکتی ہوں۔ آپ (ﷺ) نے جواباً فرمایا، ہاں کرسکتی ہو۔ (بخاري، الصحیح، ۴: ۱۵۹۸، رقم: ۴۱۳۸)

حج کی نذر پوری کرنا

اگر کسی نے حج کی نذر مانی ہو اور فوت ہو جائے تو اسکی طرف سے اسکی نذر کو پورا کرنا چاہیے۔ حضرت عبداللہ بن عباس ﷺ سے مروی ہے کہ ایک صاحب نے حضور ﷺ کی خدمت اقدس میں عرض کی:

إِنَّ أُخْتِي قَدْ نَذَرَتْ أَنْ تَحُجَّ وَإِنَّهَا مَاتَتْ فَقَالَ النَّبِيُّ a لَوْ كَانَ عَلَيْهَا دَيْنٌ أَكُنْتَ قَاضِيَهُ قَالَ نَعَمْ قَالَ فَاقْضِ اللهَ فَهُوَ أَحَقُّ بِالْقَضَاءِ.

میری بہن نے حج کرنے کی نذر مانی تھی لیکن وہ وفات پا گئی ہے۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ اگر اس کے اوپر قرض ہوتا تو کیا تم اسے ادا کرتے؟ عرض کی، ہاں۔ فرمایا تو اسے بھی ادا کرو کیونکہ اللہ تعالیٰ تو ادائیگی کا زیادہ مستحق ہے۔

(بخاري، الصحيح، ٦: ٢٤٦٤، رقم: ٦٣١٢)

حجاج کرام کی فضیلت

حجاج کرام کی فضیلت میں کئی احادیث مبارکہ وارد ہوئی ہیں جن میں سے چند مندرجہ ذیل ہیں:

۱۔ حضرت عبداللہ ابن عمر ﷺ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

إِذَا لَقِيتَ الْحَاجَّ فَسَلِّمْ عَلَيْهِ وَصَافِحْهُ وَمُرْهُ أَنْ يَسْتَغْفِرَ لَكَ قَبْلَ أَنْ يَدْخُلَ بَيْتَهُ فَإِنَّهُ مَغْفُورٌ لَهُ.

جب تم حاجی سے ملو تو اسے سلام اور مصافحہ کرو اور اسے گھر داخل ہونے سے پہلے اپنے بخشش کی دعا کی درخواست کرو کہ وہ بخشا ہوا ہے۔ (أحمد بن حنبل، المسند، ۲: ۶۹، رقم: ۵۳۷۱)

۲۔ حضرت ابو ہریرۃ ﷺ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

مَنْ خَرَجَ حَاجّاً أَوْ مُعْتَمِراً أَوْ غَازِياً ثُمَّ مَاتَ فِي طَرِيقِهِ كَتَبَ اللهُ لَهُ أَجْرَ الغَازِي وَالْحَاجِّ وَالْمُعْتَمِرِ.

جو مسلمان حج یا عمرہ یا جہاد کی نیت سے نکلا اور راستہ میں مرگیا، اللہ اس کے لئے حج، عمرہ یا جہاد کا اجر وثواب لکھ دیتا ہے۔

(بيهقى، شعب الايمان، ٣ : ٤٧٤، رقم: ٤١٠٠)

۳۔ حضرت سہل بن سعد سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

مَا مِنْ مُسْلِمٍ يُلَبِّي إِلَّا لَبَّى مَنْ عَنْ يَمِينِهِ أَوْ عَنْ شِمَالِهِ مِنْ حَجَرٍ أَوْ شَجَرٍ أَوْ مَدَرٍ حَتَّى تَنْقَطِعَ الْأَرْضُ مِنْ هَاهُنَا وَهَاهُنَا. (ترمذي، السنن، ۳: ۱۸۹، رقم: ۸۲۸)

جب کوئی مسلمان تلبیہ کہتا ہے اس کے دائیں بائیں تمام پتھر، درخت ڈھیلے تلبیہ کہتے ہیں، یہاں تک کہ زمین اِدھر اُدھر (مشرق ومغرب) سے پوری ہو جاتی ہے۔

قربانی کی اہمیت و فضیلت

اَلْقُرْبَانُ مَایَتَقَرَّبُ بِهٖ اِلَی اللهِ وَصَارَ فِی التَّعَارُفِ اِسماً لِلنَّسِیْکَةِ الَّتِیْ هِیَ الذَّبِیْحَة.

قربانی وہ چیز جس کے ذریعے اللہ کا قرب حاصل کیا جائے، اصطلاح شرع میں یہ قربانی جانور ذبح کرنے کا نام ہے۔ (أصفهانی، المفردات، ۳۹۹)

قرآن پاک میں قربانی کے حوالے سے اللہ تبارک وتعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

وَلِكُلِّ اُمَّةٍ جَعَلْنَا مَنْسَكًا لِّیَذْكُرُوْا اسْمَ اللهِ عَلٰی مَارَزَقَهُمْ اللهُ مِنْ م بَهِیْمَةِ الْاَنْعَامِ. (الحج، ۲۲:۳۴)

اور ہم نے ہر امت کے لئے ایک قربانی مقرر فرمائی کہ اللہ کا نام لیں، اس کے دیئے ہوئے بے زبان چوپائیوں پر۔

دوسرے مقام پر ارشاد فرمایا:

وَیَذْكُرُوا اسْمَ اللهِ فِیْٓ اَیَّامٍ مَّعْلُوْمٰتٍ عَلٰی مَارَزَقَهُمْ مِّنْ م بَهِیْمَةِ الْاَنْعَامِ فَكُلُوْا مِنْهَا وَاَطْعِمُوا الْبَآئِسَ الْفَقِیْرَo (الحج، ۲۲:۲۷)

(قربانی کے) مقررہ دنوں کے اندر اللہ نے جو مویشی چوپائے ان کو بخشے ہیں ان پر (ذبح کے وقت) اللہ کے نام کا ذکر بھی کریں، پس تم اس میں سے خود (بھی) کھاؤ اور خستہ حال محتاج کو (بھی) کھلاؤ۔

☆ احادیث مبارکہ میں بھی قربانی کے حوالے سے ذکر ملتا ہے:

۱۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

۱. مَاعَمِلَ ابْنُ اٰدَمَ مِنْ عَمَلٍ یَوْمَ النَّحْرِ اَحَبَّ اِلَی اللهِ مِنیااِهْرَاقِ الدَّمِ واِنَّهٗ لَیَاْتِیْ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ بِقُرُوْنِهَا وَاشعارِهَا وَاَظْلَافِهَا وَاِنَّ الدَّمَ لَیَقَعُ مِنَ اللهِ بِمَكَانٍ قَبْلَ اَنْ یَّقَعَ بِالْاَرْضِ فَطِیْبُوْا بِهَا نَفْسًا.

ابن آدم نے قربانی کے دن خون بہانے (قربانی کرنے) سے زیادہ خدا کے حضور پسندیدہ کوئی کام نہیں کیا اور بے شک وہ قربانی کا جانور قیامت کے دن اپنے سینگوں بالوں اور کھروں کے ساتھ آئے گا اور بے شک خون زمین پر گرنے سے پہلے اللہ کے ہاں مقام قبول میں پہنچ جاتا ہے۔ لہذا خوش دلی سے قربانی کیا کرو۔ (ابن ماجه، السنن، ۲: ۱۰٤٥، رقم: ۳۱۲٦)

۲۔ حضور ﷺ قربانی کرتے وقت دعا فرماتے:

بِسْمِ اللهِ اَللّٰهُمَّ تَقَبَّلْ مِنْ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِ مُحَمَّدٍ وَّمِنْ اُمَّةِ مُحَمَّدٍ

الٰہی! محمد ﷺ، آپ کی آل اور آپ کی امت کی طرف سے قبول فرما۔ (مسلم، الصحیح، ۳:۱۵۵۷، رقم: ۱۹۶۷)

دوسری روایت میں ان الفاظ کا مزید اضافہ ہے:

اَللّٰهُمَّ هٰذَا عَنِّیْ وَعَمَّنْ لَّمْ یُضَحِّ مِنْ اُمَّتِیْ.

الٰہی یہ میری طرف سے اور میرے ان امتیوں کی طرف سے قبول فرما جو قربانی نہیں کر سکے۔

(أحمد بن حنبل، المسند، ۳: ۳٥٦، رقم: ۱٤۸۸۰)

سبحان اللہ! اغنیائے امت کو ان کی قربانیاں مبارک ہوں۔ خدا کرے وہ حلال کمائی سے ہوں۔ خلوص سے ہوں عمدہ ہوں اور قبول ہوں۔ فقرائے امت کی خوش نصیبی دیکھئے کہ ان کے احساسِ محرومی کا آقا ﷺ نے اپنی طرف سے قربانی دے کر ہمیشہ کے لئے ازالہ فرمادیا۔ تاکہ کوئی غریب مسلمان یہ سوچ کر احساسِ کمتری کا شکار نہ ہو کہ اہلِ ثروت نے قربانی کا سارا ثواب حاصل کرلیا اور ہم محروم رہے۔

؎ جو نہ بھولا ہم غریبوں کو رضا ذکر اس کا اپنی عادت کیجئے

۳۔ آقائے کریم ﷺ نے قربانی کے جانوروں کو لٹا کر یہ دعا پڑھی:

اِنِّی وَجَّهْتُ وَجْهِیَ لِلَّذِیْ فَطَرَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ عَلٰی مِلَّةِ اِبْرَاهِیْمَ حَنِیْفًا وَّمَآ اَنَا مِنَ الْمُشْرِكِیْنَ اِنَّ صَلٰوتِیْ وَنُسُكِیْ وَمَحْیَایَ وَمَمَاتِیْ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ لَا شَرِیْكَ لَهٗ وَبِذٰلِكَ اُمِرْتُ وَاَنَا مِنَ الْمُسْلِمِیْنَ اَللّٰهُمَّ مِنْكَ وَلَكَ عَنْ مُحَمَّدٍ وَّاُمَّتِهٖ بِسْمِ اللهِ وَاللهُ اَكْبَرُ.

بے شک میں نے اپنا رخ اس ذات کی طرف کرلیا، جس نے آسمانوں اور زمین کو پیدا فرمایا ملت ابراہیم پر یکسو ہوکر اور میں مشرکوں میں سے نہیں۔ بے شک میری نماز اور قربانی میری زندگی اور موت اللہ پروردگار عالمیاں کے لئے ہے اس کا کوئی شریک نہیں اور مجھے اسی کا حکم دیا گیا ہے اور میں فرماں برداروں میں سے ہوں۔ الٰہی تجھ سے اور تیرے لئے محمد ﷺ اور ان کی امت کی طرف سے اللہ کے نام سے اور اللہ سب

سے بڑا ہے۔ پھر ذبح فرمایا۔

(أحمد بن حنبل، المسند،٣ :٣٧٥ ، رقم:١٥٠٦٤)

۴۔ حنش کہتے ہیں میں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو دو مینڈھے قربانی کرتے دیکھا، میں نے پوچھا: یہ کیا؟ فرمایا:

اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَوْصَانِيْ اَنْ اُضَحِّي عَنْهُ. فَاَنَا اُضَحِّ عَنْهُ.

رسول اللہ ﷺ نے مجھے اس بات کی وصیت فرمائی تھی کہ میں حضور کی طرف سے قربانی کروں۔ سو میں سرکار کی طرف سے (بھی) قربانی کرتا ہوں۔ (أبی داود، السنن،٣: ٩٤ ، رقم:٢٧٩٠)

سبحان اللہ، کیسے سعادت مند ہیں وہ اہلِ خیر جو حضرت علی رضی اللہ عنہ کے نقش قدم پر چلتے ہوئے رسول محترم ﷺ کی طرف سے آج بھی عمدہ قربانی دیتے ہیں۔ یقیناً آقا ﷺ کی روح خوش ہوگی اور یقیناً اس کے طفیل ان کی اپنی قربانی بھی شرف قبول پائے گی۔ اللہ توفیق دے۔

۵۔ زید بن ارقم رضی اللہ عنہ کہتے ہیں:

قَالَ اَصْحَابُ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ، يَارَسُوْلَ اللّٰهِ مَاهٰذِهِ الْاَضَاحِيْ قَالَ سُنَّةُ اَبِيْكُمْ اِبْرَاهِيْمَ عليه السَّلَامُ قَالُوْا فَمَالَنَا فِيْهَا يَارَسُوْلَ اللّٰهِ بِكُلِّ شَعْرَةٍ مِّنَ الصُّوْفِ حَسَنَةٌ.

رسول اللہ ﷺ کے صحابہ کرام نے عرض کی: یارسول اللہ! یہ قربانیاں کیا ہیں؟ فرمایا تمہارے باپ ابراہیم علیہ السلام کی سنت ہے۔ انہوں نے عرض کی: یارسول اللہ! ہمارے لئے ان میں کیا ثواب ہے؟ فرمایا: ہر بال کے بدلے نیکی۔ عرض کی: یارسول اللہ! اون کے متعلق کیا ارشاد ہے؟ فرمایا: اون کے بدلے نیکی ہے۔ (احمد بن حنبل، المسند ،۴: ۳۶۸ ، رقم:۱۹۳۰۲)

۶۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

اُمِرْتُ بِيَوْمِ الْاَضْحٰى عِيْداً جَعَلَهُ اللّٰهُ لِهٰذِهِ الْاُمَّةِ، قَالَ لَهُ رَجُلٌ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ، اَرَاَيْتَ اِنْ لَمْ اَجِدْ اِلَّا مَنِيْحَةَ اُنْثٰى اَفَاُضَحِّيْ بِهَا قَالَ لَا وَلٰكِنْ خُذْ مِنْ شَعْرِكَ وَاَظْفَارِكَ وَتَقُصَّ شَارِبَكَ وَتَحْلَقَ عَانَتَكَ فَذٰلِكَ تَمَامُ اُضْحِيَتِكَ عِنْدَاللّٰهِ.

مجھے قربانی کے دن عید منانے کا حکم دیا گیا ہے جو اللہ تعالیٰ نے اس امت کے لئے مقرر کی ہے۔ ایک شخص نے عرض کی: یارسول اللہ! یہ بتائیں کہ اگر میرے پاس منیحہ مؤنث (وہ جانور جو کوئی شخص دوسرے کو دودھ، اون وغیرہ کا فائدہ اٹھانے کے لئے کچھ عرصہ کے لئے دے، بعد میں واپس کر لے) کے سوا کچھ نہ ہو، کیا اسی کی قربانی کر دوں؟ فرمایا: نہیں، تم اپنے بال اور ناخن تراشواؤ، مونچھیں ترشواؤ (نہ کہ مونڈھواؤ) زیر ناف بال مونڈھو۔ اللہ کے ہاں تمہاری یہی مکمل قربانی ہے۔

(أبي داود، السنن، ٣: ٩٣، رقم:٢٧٨٩)

سبحان اللہ! قربانی کا مفہوم کتنا عام فرما دیا کہ اہلِ ثروت بھی عمل کر سکیں اور عام مفلس مسلمان بھی۔ خیر و برکت کا دریا بہہ رہا ہے کہ ہر پیاسا سیراب ہو۔

۷۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

من وجد سعة فلم يضح فلا يقربن مصلنا.

''جو طاقت رکھتا ہو اور قربانی نہ دے وہ ہماری عیدگاہ میں نہ آئے''۔ (مسند احمد، ابن ماجہ)

قربانی کے گوشت کی درست تقسیم

۱۔ قربانی کے گوشت کے لئے بہتر ہے کہ تین حصے کیے جائیں۔ ایک اپنے لئے، دوسرا رشتہ داروں کے لئے، تیسرا عام لوگوں کے لئے ہو۔ یہاں تک کہ ضروریات کے پیش نظر تمام گوشت بھی کسی ایک قسم میں صرف کر سکتا ہے۔ البتہ ایثار کا یہی تو سنہرا موقع و ذریعہ ہے۔ لطف کن لطف، کہ بیگانہ شود حلقہ بگوش۔

۲۔ ہم قربانی دیتے وقت جس کی نیت کریں گے، اسی کی طرف سے ہوجائے گی۔ اپنی طرف سے، کسی اور کی طرف سے۔ زندہ کی طرف سے۔ مرحوم کی طرف سے۔

اگر ہم صاحب نصاب ہیں تو پہلے اپنی قربانی دیں پھر کسی اور کی طرف سے۔ صاحب نصاب نہیں تو جس کی طرف سے چاہیں دے سکتے ہیں۔ قربانی خواہ زندہ کی طرف سے ہو، خواہ مرحوم کی طرف سے، اس کے گوشت وغیرہ کے وہی احکام ہیں جو مذکور ہوئے۔

خدمتِ خلق، خدمتِ حق کا زینہ ہے

قوانین کا احترام اور ان کی پابندی بھی خدمتِ خلق ہے

حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے صحابہ کرام کو جانوروں پر رحم کھانے کی تلقین کی

ڈاکٹر ظہور احمد اظہر

یہ ایک حقیقتِ ثابتہ ہے کہ خلقِ خدا کی خدمت دراصل خدمتِ خدا ہے اور اس خدمت کو عبادت کا درجہ حاصل ہے۔ اس لیے کہ یہ اللہ تعالیٰ کی رضا وخوشنودی کا ذریعہ ہے اور ارشاد نبوی ﷺ کے عین مطابق ہے۔ آپ ﷺ فرماتے ہیں کہ

الخلق عیال الله واحب الخلق الیه من احسن الی عیاله.

''مخلوق اللہ تعالیٰ کا کنبہ ہے اور اللہ تعالیٰ کا محبوب بندہ وہ ہے جو اس کے کنبہ سے حسنِ سلوک کرتا ہے۔''

انسانیت کی اصلاح وفلاح اور نیک اسلامی معاشرہ کی تعمیر انبیائے کرام علیہم السلام کے پیغام کا اولین مقصد رہا ہے جسے ہمارے صوفیاء کرام، اصحابِ طریقت، اولیاء اللہ اور علمائے امت رحمہم اللہ نے سنبھالا اور بصد حسن وخوبی اسے نبھایا ہے۔ یہ اصلاح وتعمیر کا کام جہاں حکمت وتدبیر، مواعظِ اثر خیز اور قائل کر دینے والے دلائل کا مرہون منت ہے وہاں یہ خلقِ خدا کی خدمت کے طفیل بھی ممکن ہوا ہے بلکہ خلقِ خدا کی خدمت اس کارِ خیر کا ایک نمایاں اور اہم پہلو ہے۔ ایسی خدمتِ خلق جو منافقت و ریاکاری سے پاک ہو اور سراپا اخلاص ومحبت سے عبارت ہو، ایسی خدمت بلاشبہ خدمتِ حق تعالیٰ کا مظہر ہے۔

انسانی حقوق کی انجمنیں یا جانوروں کے تحفظ کی تنظیمیں تو کل کی بات ہے جو مغرب کے تاجرانہ ذہن اور ظالمانہ ہوسِ دولت کی چیرہ دستیوں اور ستم رسانیوں پر پردہ ڈالنے کے لیے بعض یورپی اہلِ دل کی دردمندی کا نتیجہ ہیں مگر رحمۃ للعالمین ﷺ نے تو آج سے سوا چودہ صدیاں پہلے نہ صرف یہ کہ حقوقِ انسانی کا واضح چارٹر دے کر ان کا تعین فرما دیا تھا اور ان پر پورا پورا عمل بھی ہوا تھا بلکہ خدمتِ خلق کے ضمن میں انسانوں کی طرح حیوانوں کے حقوق کے تحفظ اور خدمت کا حکم بھی فرمایا تھا۔ ان احکام پر عہدِ نبوی وخلافتِ راشدہ میں عمل ہوا اور اسے ایک اصولی روایت کا درجہ مل گیا۔ اموی خلیفہ حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ نے اپنے عہدِ خلافت میں یہ فرمانِ عام جاری کیا تھا کہ جانوروں پر ظلم نہ کیا جائے اور ان کے حقوق اور خدمت کو بھی پیشِ نظر رکھا جائے، سواری اور بار برداری کے جانوروں کو کوڑے نہ مارے جائیں۔

سرورِ کائنات نبی رحمت ﷺ سے مروی ہے کہ گذشتہ امتوں کے ایک بہت بڑے گنہگار کو صرف اس نیک عمل کے طفیل بخش دیا گیا کہ اس نے ایک چشمے سے پانی پیا تو دیکھا کہ درخت کی ایک ٹہنی پر خون کے نشانات اور جانوروں کے بال ہیں جو اس سے رگڑ کر گزرتے اور پانی پیتے تھے۔ اس شخص نے وہ ٹہنی کاٹ دی تاکہ پانی پیتے ہوئے جانوروں کو تکلیف نہ ہو۔

صحیح حدیث میں ہے کہ آپ ﷺ نے صحابہ کرامؓ کو جانوروں کی خدمت اور ان پر رحم کھانے کی تلقین کرتے ہوئے فرمایا کہ گذشتہ زمانوں میں ایک شخص نے کسی کنویں سے پانی پیا، اتنے میں ایک پیاسا کتا وہاں آنکلا جو پیاس سے نڈھال

تھا، وہ آدمی کنویں میں اترا اور اپنے جوتے میں پانی ڈال کر کتے کو پلاتا گیا، اللہ تعالیٰ کو اس کی یہ خدمتِ خلق پسند آئی اور اس کی نجات کا سامان ہوگیا۔

خدمتِ خلق کی حقیقی بنیاد خلقِ خدا سے ہمدردی اور محبت ہے، جس دل میں اللہ تعالیٰ کی مخلوق سے ہمدردی اور محبت نہ ہو وہ دل آمادۂ خدمت کیسے ہوسکتا ہے؟ خلقِ خدا کے لیے دل میں بغض و نفرت یا عداوت و کراہت رکھنا اس کی خدمت پر آمادہ نہیں کرسکتا۔ جو انسان اللہ تعالیٰ کی مخلوق سے محبت نہیں کرتا، وہ اس کی خدمت بھی نہیں کرسکتا، اس لیے وہ حق تعالیٰ کی خدمت و عبادت سے بھی محروم رہتا ہے۔ جس طرح خدمتِ خلق دراصل خدمتِ حق تعالیٰ کا زینہ ہے، اسی طرح خلقِ خدا کی محبت بھی اللہ جل شانہ کی محبت کا وسیلہ ہے۔ چونکہ ''حب الخلق'' ''حب اللّٰہ'' کا ذریعہ ہے اس لیے یہ جذبہ محبت اللہ تعالیٰ نے اپنی مخلوق کی تمام قسموں کے اندر ودیعت فرمایا ہے۔

یہی جذبۂ محبت ہے جو خدمت پر آمادہ کرتا ہے اور یہی جذبۂ محبت، خدمتِ خلق کا وسیلہ بن کر محبتِ الٰہی کا حقدار بھی ٹھہراتا ہے۔ خدمتِ خلق، خدمتِ حق تعالیٰ تب قرار پاتی ہے جب انسان خلقِ خدا کے حقوق سے آگاہ و شناسا ہوتا ہے، اسی کا نام آدابِ معاشرت ہے یعنی مل جل کر رہنا، ایک دوسرے کے حقوق جاننا اور اپنے فرائض پہچاننا، ایک دوسرے کے کام آنا، ایک دوسرے کے دکھ سکھ میں شریک ہونا، دوسرے کے غم کو اپنا غم سمجھنا اور اپنے بھائی کی خوشی کو اپنی خوشی تصور کرنا، بھائی کا غم بٹا کر اس کا بوجھ ہلکا کردینا اور اس کی ہر خوشی میں شریک ہوکر خوشی کو دوبالا کردینا بھی خدمتِ خلق ہے اور اس سے اللہ جل شانہ کی خوشنودی اور رضا نصیب ہوتی ہے، اسی کا نام خدمت و عبادتِ حق تعالیٰ ہے۔

خدمتِ خلق کا وسیع مفہوم

ہم نے خدمتِ خلق کو بہت محدود اور چند بڑے بڑے کاموں سے مختص سمجھ رکھا ہے، کسی نے سکول بنادیا، نلکا لگوادیا، ہسپتال بنوادیا، کسی بھوکے کو کھانا کھلادیا، ننگے کو جسم ڈھانپنے کے لیے لباس لے دیا اور مریض کو دوا لے دی تو اسے خدمتِ خلق کہہ دیا گیا۔ اس طرح تو یہ خدمتِ خلق صرف روپے پیسے والے ہی کا کام رہ گیا، اس میں غریب کا تو کوئی حصہ نہ ہوا۔ بھلا یہ کیسے ہوسکتا ہے کہ صرف امیر آدمی ہی اللہ کا بندہ اور حبیب بن سکتا ہے؟

اسلام نے خدمتِ خلق کو ادب آداب اور صحبت و سنگت کے طور طریقے اور اصول قرار دے کر خدمتِ خلق کا دائرہ وسیع تر کردیا ہے۔ اولیاء و صلحاء بالخصوص حضور داتا گنج بخش علی ہجویریؒ نے آدابِ معاشرت اور آدابِ صحبت کو خدمتِ خلق کا عنوان دے کر اسے امیر و غریب سب کے لیے ممکن اور عام کردیا ہے۔ گویا کسی انسان کا واقعی انسان ہونا بھی خدمتِ خلق ہے، اگر کسی اچھے انسان کو دیکھ کر دوسرے بھی اچھے انسان بن سکیں تو اس سے بڑی خدمتِ خلق اور کیا ہوگی؟

سرورِ کائنات ﷺ نے فرمایا: **ادبنی ربی فاحسن تادیبی.**

''مجھے میرے رب نے ادب سکھایا تو بہت اچھے طریقے سے ادب سکھلایا۔''

آپ ﷺ کے اس پیغام کو آپ ﷺ کی لغوی فصاحت و بلاغت کے معنی تک محدود تصور کیا جاتا ہے لیکن یہاں بھی لفظ ادب اپنے وسیع مفہوم کے لیے ہے۔ اس سے مراد جہاں لغتِ عرب میں آپ ﷺ کی فصاحت و بلاغت ہے وہاں اس کے معنی یہ بھی ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب پاک ﷺ کو تعمیرِ معاشرہ کے اصول بھی تعلیم فرمائے ہیں۔

قرآن کریم کی سورت تحریم میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے کہ یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا قُوْٓا اَنْفُسَكُمْ وَاَهْلِیْكُمْ نَارًا. (التحریم،٦٦:٦)

''اے ایمان والو! اپنے آپ کو اور اپنے اہل و عیال کو اس آگ سے بچاؤ جس کا ایندھن انسان اور پتھر ہیں۔''

اس آیت میں ''نار'' سے نارِ دوزخ مراد لی جاتی ہے اور ''قُوْا'' کے معنی بچاؤ یا نجات دلاؤ سمجھے جاتے ہیں مگر حضرت داتا گنج بخش علی ہجویریؒ ''قُوْا'' کے معنی ''اَدِّبُوْا'' لیتے ہیں یعنی انہیں معاشرتی اصول و ضوابط اور حسنِ اخلاق سکھاؤ تاکہ وہ معاشرتی خرابیوں کا باعث بھی نہ بنیں اور ان سے خود کو بھی بچائیں۔ یہ نصِ قرآنی اس بات کا ثبوت ہے کہ صحبت سے مراد انسانی معاشرت اور ادب سے مقصود حسنِ اخلاق اور اصولِ معاشرت سے آگاہی بھی ہے اور جو انسان ان اصولوں سے آگاہ اور حسنِ

اخلاق سے متصف ہوگا وہ معاشرہ کا اچھا فرد اور عمدہ شہری ثابت ہوگا۔ ایسے فرد اور شہری سے بہترین خدمتِ خلق اور تعمیرِ معاشرت کی توقع رکھی جاسکتی ہے اور فرد یا شہری کا یہ کارِ خیر، حق تعالیٰ کی خدمت اور اس کی خوشنودی کا باعث بھی ہوگا۔

قاعدہ و قانون کی پابندی بھی خدمتِ خلق ہے

انسانی معاشرہ میں قاعدہ و قانون کی پابندی بھی خدمتِ خلق کی ایک عمدہ شکل ہے۔ لاقانونیت اور اصول وضوابط کی مٹی پلید کرنے والے، انسانی معاشرہ کے مجرم اور اس کے لیے بدنما داغ ہیں جبکہ قانون کی پابندی کرنے والے افراد، معاشرہ کے لیے روشنی کے مینار اور مرکز نگاہ ہوتے ہیں۔ قانون توڑنے والے معاشرہ کی کوئی خدمت نہیں کرتے بلکہ اس کے برعکس حق تلفی کے مرتکب ہوتے ہیں اور دنیا ان سے کبھی خوش نہیں ہوتی، کوئی بھی انہیں اچھی اور احترام کی نظر سے نہیں دیکھتا لیکن قانون پر عمل کرنے والے پسند کیے جاتے ہیں اور لوگ ان سے محبت کرتے ہیں کیونکہ وہ قانون پر عمل کر کے نہ صرف یہ کہ افرادِ معاشرہ کے لیے ایک سبق اور عبرت ہوتے ہیں بلکہ لوگوں کے حقوق کا تحفظ بھی کرتے ہیں۔

بھلا اس سے بڑی خدمتِ خلق اور کیا ہوگی کہ انسانی معاشرہ کو رہنمائی اور سبق میسر آئے، ان کی حق تلفی نہ ہو بلکہ لوگوں کے حقوق کا تحفظ ہو۔ یہ خدمتِ خلق اللہ جل شانہ کی خوشنودی کا وسیلہ اور سبب ہے، اس سے معاشرہ میں عدل و انصاف کا دور دورہ ہوتا ہے، لوگ سکھ کا سانس لیتے ہیں اور خوشی محسوس کرتے ہیں۔ اس لیے ادب آداب یا دوسرے لفظوں میں قانون کی عمل داری اللہ تعالیٰ کو بہت محبوب ہے۔

آپ ﷺ نے حسنِ ادب کو ایمان کا جزو قرار دیتے ہوئے ارشاد فرمایا:

حسن الادب من الایمان. حسنِ ادب ایمان کا حصہ ہے۔

گویا اصول اور ضوابط کی پابندی ایمان کی علامت بھی ہے، اس لیے کہ دین و دنیا کی ہر بات کا حسن و جمال ادب ہے۔ دنیا میں جو خرابیاں ہیں اور جو فساد مچا ہوا ہے، اس کا حقیقی سبب لاقانونیت ہے جس کا دوسرا نام ظلم و بے انصافی اور انسانی معاشرہ کی حق تلفی ہے۔ ظاہر ہے جہاں ظلم ہوگا اور لوگوں کی حق تلفی ہوگی وہاں امن اور چین کہاں؟ اسی طرح دین میں فساد اور خرابی بھی وہیں ہوگی جہاں دین کے اصول وضوابط کی خلاف ورزی ہوگی، دین کے اصول وضوابط کی اسی خلاف ورزی کا نام ''الحاد'' ہے، بے دینی ہے، بداخلاقی ہے لیکن جب دین کے اصول و آداب پر عمل ہوگا تو اس کے نتیجے میں نیکی اور تقویٰ کا دور دورہ ہوگا۔

دنیاوی زندگی کے بھی اصول و آداب ہیں، ان اصول و آداب پر عمل سے دنیاوی کاموں میں نکھار آتا ہے اور دنیا سنورتی ہے، یوں دین و دنیا کے اصول و آداب پر عمل سے دین و دنیا کی فلاح نصیب ہوگی جو حیاتِ عقبیٰ کے سنوارنے کا زینہ ثابت ہوگا۔ بھلا اس سے بڑی خدمتِ انسانیت اور کیا ہوگی کہ انسان کو دین و دنیا کی فلاح بھی میسر آجائے اور آخرت کی زندگی بھی سنور جائے، یہی تو حق تعالیٰ کی خدمت اور عبادت ہے، اسی میں تو اس کی رضا و خوشنودی پنہاں ہے۔

اصول وضوابط کی پابندی، آدابِ زندگی کو ملحوظ رکھنا اور قانون پر کاربند رہنا انسانی معاشرہ کی بھلائی کا ضامن ہے، اس لیے جو بندگانِ خدا ان باتوں کو ملحوظ خاطر رکھتے ہوئے اہلیت اور میرٹ کو حرزِ جان بناتے ہیں وہ انسانی معاشرہ کے خادم اور حقیقی خیر خواہ ہیں۔ عدل و انصاف کے بھی یہی تقاضے ہیں۔ اس لیے جہاں قانون کی عملداری ہو اور حق و انصاف کا بول بالا ہو وہ انسانی معاشرہ ایک جنت ہے۔ خلقِ خدا کے لیے یہ جنتی ماحول پیدا کرنے والے انسانیت کی خدمت انجام دیتے ہیں اور اپنے پروردگار کی خوشنودی و رضا کے مستحق ٹھہرتے ہیں، یہی وہ خدمتِ خلق ہے جو خدمتِ حق ہے۔

آدابِ زندگی کا لحاظ رکھنا خدمتِ خلق ہے

آدابِ زندگی کو ملحوظ رکھنا اور اصول وضوابط کی پابندی کرنا دراصل مروّت اور حرمت و احترام کی ضمانت ہے لیکن اس مروّت، سنت نبوی ﷺ اور احترام کے آداب سے بے بہرہ ہونا مرتبہ انسانیت سے گرنے کے مترادف اور خلقِ خدا کی حق تلفی ہے۔

اخلاقِ مروّت، سنتِ نبوی ﷺ اور حرمتِ محبت کا دارو مدار آداب پر کاربند ہونے سے عبارت ہے، جو شخص آداب پر کار

بند نہیں، قانون کی مٹی پلید کرتا ہے، وہ مروّت سے بھی دور ہے، اسے سنت کی متابعت سے بھی غرض نہیں اور محبت کے احترام سے بھی محروم ہوگا۔ ایسا شخص خدمتِ خلق کا روادار کیسے ہوسکتا ہے کیونکہ یہ میدانِ عمل تو اہلِ مروّت و محبت کا ہے جو سنتِ نبوی ﷺ کی متابعت کا شرف بھی رکھتے ہیں کہ انسانیت کے سب سے بڑے محسن تو ہمارے نبی پاک سرور کائنات ﷺ ہیں۔

اہل تصوف کے لیے اصول و آداب اور قواعد و ضوابط کی پابندی کے متعلق سید ہجویرؒ فرماتے ہیں:

روحانی معاملات میں محبوب جل شانہ کی تعظیم سے دل میں آداب کو ملحوظ رکھنے کی صلاحیت پیدا ہوجاتی ہے کیونکہ حق تعالیٰ کی اور اس کے شعائر کی تعظیم دل کے تقویٰ سے عبارت ہے۔

ہر وہ شخص کہ جو احترام کے بغیر حق تعالیٰ کے شواہد و شعائر کی بے حرمتی کا مرتکب ہوتا ہے اور ان کی تعظیم کو خاطر میں نہیں لاتا، اسے راہِ تصوف میں کچھ بھی نصیب نہیں ہوتا۔ سکر اور بے ہوشی کی کیفیت بھی طالبِ حق کو آداب و اصول کو ملحوظ رکھنے سے مانع نہیں آتی۔ وجہ اس کی یہ ہے کہ ادب کو ملحوظ رکھنا تو طالبانِ حق کی فطری عادت ہے اور یہ عادت فطرت کے مترادف ہے۔ فطری عادت کسی بھی حیوان سے جب تک وہ بقیدِ حیات ہوتا ہے، ساقط و معدوم نہیں ہوتی۔ اس لیے جب تک یہ طالبانِ حق بقیدِ حیات ہیں اس وقت تک ہر حال میں اصول و آداب پر کاربند رہنا ان کا مسلسل کام ہے، اصول و آداب کی یہ پابندی کبھی تو تکلف اور مشقت سے جاری رہتی ہے اور کبھی تکلف و مشقت کے بغیر یہ کام مسلسل رہتا ہے۔ جب یہ طالبانِ حق حالتِ صحو اور ہوش میں ہوتے ہیں تو یہ پابندی تکلف و مشقت سے ہوتی ہے مگر جب وہ حالتِ سکر اور بے ہوشی میں ہوتے ہیں تو حق تعالیٰ ان کی پابندیٔ آداب کو اپنی نظرِ کرم کی نگرانی میں محفوظ رکھتے ہیں۔

قوانین و ضوابط کی خلاف ورزی انسانی معاشرہ کی بے چینی کا اصل سبب ہے کیونکہ اس کا نام ظلم ہے، یہی حق تلفی کہلاتی ہے، اسے ہی بے انصافی کا نام دیا جاتا ہے۔ جو مدعی تصوف، اصول و آداب کی خاطر میں نہ لاتے ہوئے شعائر اللہ کی تعظیم نہیں کرتا، اس کے دل میں حق تعالیٰ جل شانہ کی عظمت و جلال جلوہ گر نہیں ہے۔ ایسا شخص دعویٰ میں جھوٹا اور مردود ہے اور تصوف کی روحانی دنیا کا بدنصیب ہے، اس لیے کہ سچا صوفی کبھی بھی یہ روش نہیں اپنا سکتا۔ پابندیٔ اصول و آداب تو اس کی فطری عادت بن چکی ہوتی ہے۔ اللہ جل شانہ کی عظمت و جلال اس کی رگ رگ میں سمایا ہوا ہوتا ہے، وہ تو حالتِ سکر میں بھی شعائر اللہ اور اخلاق و دین کے آداب کی خلاف ورزی نہیں کر پاتا۔ اس لیے کہ اس خلاف ورزی سے بچانا تو خود مطلوب و محبوب حق سبحانہ و تعالیٰ نے اپنے ذمہ لے رکھا ہے کیونکہ جس طرح فساق و مفسدین قوانین کی دھجیاں اڑا کر انسانی معاشرہ میں بے چینی پیدا کرنے کے مجرم ہیں، اسی طرح مکار صوفی بھی اصول و آدابِ شرع اور دین و اخلاق کی خلاف ورزی سے خلقِ خدا کو بے چین کرتا ہے۔ پس قوانین کی پابندی اور اصول و آداب کی عملداری چونکہ انسانی معاشرہ کے لیے راحت سکون اور خوشی و اطمینان کا وسیلہ ہے اس لیے یہ بہت بڑی خدمتِ خلق اور خدمتِ حق تعالیٰ ہے۔

ہمیں یہ بھی تسلیم کرلینا چاہیے کہ پُل، چاہ اور ہسپتال بنانا ہی خدمتِ خلق نہیں ہے،اصل خدمتِ خلق تو عملی نمونہ اور کردار ہے۔قوانین کی پابندی سے انسان لوگوں کی نظر میں کمتر نہیں بن جاتا بلکہ بلند و برتر ہوتا ہے۔ اس کے برعکس جو لوگ قوانین کی مٹی پلید کرتے ہیں، اصول و آداب کی خلاف ورزی کے مرتکب ہوتے ہیں اور قوانین و آداب کی پابندی کو اپنے لیے کسرِ شان اور توہین خیال کرتے ہیں، ایسے لوگ حقیقت میں عوام الناس کی نظر میں ذلت و رسوائی کا منبع اور توہین ولعنت کے حقدار ٹھہرتے ہیں۔ یہ لوگ معاشرہ میں مایوسی، احساسِ محرومی اور بے چینی پیدا کرکے فساد پھیلاتے ہیں۔ اس کے برعکس خود کو قوانین وضوابط کا پابند بنانے والے اور اصول و آداب پر عمل پیرا ہونے والے معاشرہ کے لیے ایک عملی نمونہ بھی ہوتے ہیں اور معاشرہ میں ہر طرف سکھ، چین، اطمینان اور راحت وسکون کے پیغام بر بھی بن جاتے ہیں۔ دراصل یہ انسانیت کی عظیم ترین خدمت ہے، اس سے انسانوں کے لیے انسان بننا آسان ہوجاتا ہے، اس

لیے یہ خدمتِ خلق بھی ہے اور اللہ تعالیٰ کی رضا کا وسیلہ ہونے کے باعث خدمتِ حق بھی ہے۔

تارکِ آدابِ شریعت ولی نہیں ہوسکتا

جو لوگ کسی بھی ضابطۂ زندگی، قانون یا اصول و آداب کے پابند نہیں ہوتے اور خود کو تمام قیود اور پابندیوں سے آزاد گردانتے ہیں، یہ لوگ دراصل پیدائشی طور پرست اور تساہل پسند ہوتے ہیں اور ''ملنگی'' کا لبادہ اوڑھ کر انسانی معاشرہ کو بے عمل، کاہل اور آوارہ بناتے ہیں۔ اس میں وہ آزاد خیال دنیا دار تو بدرجۂ اولیٰ شامل ہیں جو کسی اصول یا ادب کی پیروی کے قائل ہی نہیں ہوتے۔ قوانین کی خلاف ورزی کو نہ صرف یہ کہ اپنا پیدائشی حق تصور کرتے ہیں بلکہ ان کا تکبر و غرور اس میں بڑائی اور شان محسوس کرتا ہے۔ جس طرح تارکِ آدابِ شریعت ولی نہیں ہوسکتا اسی طرح یہ آزاد خیال اور ہوس پرست بھی کسی احترام و انعام کے مستحق نہیں ہوتے بلکہ ہر ذلت و توہین کے حقدار ہوتے ہیں۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ نہ تو ایسے فاسق و فاجر لوگ معاشرہ کی کوئی خدمت کرتے ہیں اور نہ ایسے ''صوفی نما ملنگوں'' سے معاشرہ کو کوئی نفع یا فائدہ ملتا ہے، ان ہر دو گروہوں کے افعالِ فضیحہ مسترد ہیں اور وہ کسی تکریم و مدارات کے مستحق نہیں ہوتے۔ یہ خدمتِ خلق کے کام نہیں انجام دے سکتے، الٹا خلقِ خدا کو گمراہ کرتے اور نقصان پہنچاتے ہیں:

لان المودة عند الآداب وحسن الآداب صفة الاحباب.

''اس لیے کہ پیار اور دوستی (ولی ہونا دوست ہونا) تب ہوتی ہے جب اصول و آداب کو ملحوظ رکھا جائے اور یہ بھی کہ حسنِ آداب تو محبت والوں کی خوبی ہے۔''

گویا تارکِ شرع و قانون نہ تو عنداللہ محبوب اور پسندیدہ ہوسکتا ہے اور نہ عندالناس کسی پذیرائی کا مستحق ہے اور اصل اس میں یہ ہے کہ ایسا کرنے والے انسانی معاشرہ کے دشمن اور بدخواہ ہوتے ہیں اور ان کی نفس پرستی انہیں خدمتِ خلق سے دور اور اللہ تعالیٰ کی خدمت و عبادت سے محروم رکھتی ہے۔

کارکنان و تنظیمات متوجہ ہوں!

تجدید و احیائے دین، دعوت و تبلیغ حق، اصلاح احوال امت اور ترویج و اقامت اسلام کے عظیم مصطفوی مشن کے فروغ کے لئے کوشاں

احیائے اسلام اور امن عالم کا داعی کثیر الاشاعت میگزین

ماہنامہ منہاج القرآن

فی شمارہ: 70 روپے
سالانہ خریداری: 800 روپے

شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہر القادری اور تحریک منہاج القرآن کے مصطفوی پیغام کو اپنے علاقے میں موجود پبلک لائبریریز، کالجز، سکولز، عوامی مقامات دوست احباب اور علاقے کی موثر شخصیات تک پہنچانے کے لئے

سالانہ خریداری کی صورت میں تحفہ بھجوائیں

365 ایم ماڈل ٹاؤن لاہور فون: 042-111-140-140 Ext:128
www.minhaj.info Email:mqmujallah@gmail.com

حضرت عثمانِ غنی رضی اللہ عنہ

حضرت عمر فاروق اعظمؓ کی شہادت کے بعد شوریٰ کی مشاورت سے حضرت عثمان غنیؓ کے حق میں خلافت کا فیصلہ سنایا گیا

ڈاکٹر محمد اکرم رانا

حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کا سلسلہ پانچویں پشت میں عبد مناف پر حضور نبی اکرم ﷺ سے مل جاتا ہے، حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی نانی بیضاء ام الحکیم حضرت عبداللہ بن عبدالمطلب کی سگی بہن اور رسول اللہ ﷺ کی پھوپھی تھیں اس لیے وہ ماں کی طرف سے حضرت سرور کائنات ﷺ کے قریشی رشتہ دار ہیں۔ حضرت عثمانِ غنی رضی اللہ عنہ عام الفیل کے چھ برس بعد پیدا ہوئے۔

حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی عمر کا چونتیسواں سال تھا کہ مکہ میں حضور نبی اکرم ﷺ نے اللہ تعالیٰ کی توحید اور اپنی رسالت کا اعلان فرمادیا۔ ایک روز وہ حسبِ معمول حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پاس آئے اور اسلام کے متعلق گفتگو شروع کی، حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی گفتگو سے آپ اتنے متاثر ہوئے کہ بارگاہِ نبوت میں حاضر ہوکر اسلام قبول کرنے پر آمادہ ہوگئے، ابھی دونوں جانے کا خیال ہی کررہے تھے کہ خود سرور کائنات ﷺ تشریف لے آئے اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو دیکھ کر فرمایا: ''عثمان رضی اللہ عنہ! خدا کی جنت قبول کر'' میں تیری اور تمام خلق کی ہدایت کے لئے مبعوث ہوا ہوں۔''

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ زبانِ نبوت کے ان سادہ جملوں میں خدا جانے کیا تاثیر تھی کہ میں بے اختیار کلمہ شہادت پڑھنے لگا اور آپ ﷺ کے دستِ مبارک میں ہاتھ دے کر حلقہ بگوش اسلام ہوگیا۔ (الاصابہ ج:۸،ص:۱۵۱)

آپ رضی اللہ عنہ نے نہایت آزادی کے ساتھ اپنے خاندان کے خلاف اس زمانہ میں حق کی آواز پر لبیک کہا، جبکہ اس وقت صرف پینتیس یا چھتیس خواتین وحضرات اس شرف سے مشرف ہوئے تھے۔ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے اسلام قبول کرنے کے بعد آپ کے چچا حکم بن ابی العاص نے آپ کو پکڑ کر ایک کمرے میں بند کردیا اور کہا کہ تم نے آبائی مذہب ترک کرکے ایک نیا مذہب اختیار کرلیا ہے، جب تک تم اس نئے مذہب کو نہیں چھوڑو گے، میں تمہیں آزاد نہیں کروں گا۔ یہ سن کر حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: چچا! خدا کی قسم میں مذہبِ اسلام کبھی نہیں چھوڑوں گا اور اس دولت سے کبھی دستبردار نہیں ہوں گا۔ (ایضاً)

آپ کی شادی قبل از اعلانِ نبوت، رسول اللہ ﷺ کی صاحبزادی حضرت رقیہ رضی اللہ عنہا سے ہوئی، جن کا غزوہ بدر کے موقع پر انتقال ہوگیا اور ان کی تیمار داری کے باعث آپ غزوہ میں شرکت نہیں فرماسکے تھے کیونکہ آپ سے رسول اکرم ﷺ نے فرمایا تھا کہ تم رقیہ رضی اللہ عنہا کی تیمار داری کرو، مگر رسول اللہ ﷺ نے چونکہ آپ کو بدر کے مالِ غنیمت سے حصہ عطا فرمایا تھا، اس لیے آپ کا شمار اہلِ بدر میں کیا جاتا ہے۔ جس وقت مدینہ میں قاصد جنگِ بدر کی فتح کی خوشخبری لے کر داخل ہوا تھا، اس وقت حضرت رقیہ رضی اللہ عنہا کو دفن کیا جارہا تھا۔ حضرت رقیہ رضی اللہ عنہا کے انتقال کے بعد آپ کی شادی حضور نبی اکرم ﷺ نے حضرت رقیہ رضی اللہ عنہا کی دوسری بہن حضرت ام کلثوم رضی اللہ عنہا سے فرمادی۔ حضرت ام کلثوم رضی اللہ عنہا کا انتقال مدینہ منورہ میں نو ہجری میں ہوا۔

سوائے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے اور کسی شخص کو یہ فخر حاصل نہیں ہے کہ یکے بعد دیگرے کسی نبی کی دو بیٹیاں عقد میں آئی

☆ ڈین شعبہ علوم اسلامیہ منہاج یونیورسٹی لاہور

ہوں، اسی مناسبت سے آپ کا لقب ذوالنورین تھا۔ آپ اول مہاجرین اور عشرہ مبشرہ میں شمار ہوتے ہیں۔

عہدِ خلافت

حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کی شہادت کے بعد اہل شوریٰ کی مشاورت سے بالآخر حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے حق میں خلافت کا فیصلہ سنایا گیا۔ تمام احباب نے حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی خلافت کو اتفاق رائے سے منظور کرتے ہوئے ان کے ہاتھ پر بیعت کی۔ اس موقع پر آپ رضی اللہ عنہ نے حمد و ثناء اور صلوۃ و سلام کے بعد یوں خطبہ دیا:

''تم قلعہ بند گھر میں (اپنے آپ کو سمجھتے) ہو اور عمر کے بقیہ حصے میں ہو، اس لئے تم اپنی (باقی ماندہ) زندگی میں بہت جلد نیک کام سرانجام دو اور جو نیک کام تم کر سکتے ہو اس سے دریغ نہ کرو۔ کیونکہ تمہیں صبح یا شام کوچ کرنا ہوگا۔ آگاہ ہوجاؤ کہ دنیا مکرو فریب میں لپٹی ہوئی ہے، اس لئے تمہیں دنیا کی زندگی فریب میں مبتلا نہ کردے۔ تم گزری ہوئی باتوں سے عبرت حاصل کرو اور سرگرمی کے ساتھ (نیک) کام کرو اور غافل نہ رہو کیونکہ وہ (خدا) تم سے غافل نہیں ہے۔

وہ دنیا دار اور ان کے فرزند کہاں ہیں جنہوں نے دنیا میں عمارتیں تعمیر کیں اور عرصہ دراز تک دنیا کی نعمتوں سے لطف اندوز ہوتے رہے۔ کیا دنیا نے انہیں چھوڑا ہے؟ تم بھی دنیا کو وہیں پھینک دو، جہاں اللہ تعالیٰ نے اسے پھینکا ہوا ہے، (اس کے بجائے) آخرت کے طلبگار رہو۔ کیونکہ اللہ نے دنیا کی کیا ہی اچھی مثال دی ہے اور فرمایا: وَاضْرِبْ لَهُمْ مَثَلَ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا كَمَآءٍ اَنْزَلْنٰهُ مِنَ السَّمَآءِ. ''اے پیغمبر ﷺ تم انہیں دنیا کی زندگی کی مثال بیان کرو کہ وہ پانی کی طرح ہے جسے ہم نے آسمان سے نازل کیا''۔ (طبری، التاریخ الامم والملوک، ۲: ۵۷۲)

حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے نظامِ حکومت کو چلانے کے لیے درج ذیل اقدامات فرمائے:

ا۔ مجلسِ شوریٰ کی تشکیل

حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے ایک مجلس شوریٰ ترتیب دی تھی۔ اس مجلس کے ارکان سے عموماً تحریری آراء طلب کی جاتی تھیں۔ کوفہ میں پہلے پہل جب فتنہ و فساد کی ابتداء ہوئی تو اس کی بیخ کنی کے متعلق تحریر ہی کے ذریعہ سے آراء طلب کی گئی تھیں۔ کبھی کبھی دارالخلافہ میں باقاعدہ اجلاس بھی ہوتے تھے۔ چنانچہ ۳۴ھ میں اصلاحاتِ ملک پر غور کرنے کے لئے جو اجلاس ہوا تھا اس میں تمام اصحاب الرائے اور اکثر عمال و حکام شریک تھے۔ (ابن اثیر، ج۳: ۱۱۷)

جب کبھی آپ رضی اللہ عنہ کو کسی معاملہ کی طرف توجہ دلائی جاتی تو آپ فوراً اس کے تدارک کی سعی ضرور کرتے۔ نیک مشوروں کو قبول کرنے میں تامل نہ فرماتے۔

۲۔ حکام کی نگرانی

خلیفہ وقت کا سب سے اہم فریضہ حکام اور عمال کی نگرانی ہے۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ اگرچہ طبعاً نہایت نرم تھے، بات بات پر رقت طاری ہوجاتی تھی اور ذاتی حیثیت سے تحمل، بردباری اور چشم پوشی آپ کا شیوہ تھا، لیکن ملکی معاملات میں انہوں نے احتساب اور نکتہ چینی کو اپنا طرز عمل بنایا۔ حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ نے بیت المال سے ایک بیش قدر رقم ادھار لی جس کو ادا نہ کرسکے۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے سختی سے باز پرس کی اور معزول کردیا۔۔۔ ولید بن عقبہ رضی اللہ عنہ نے بادہ نوشی کی، انہیں معزول کرکے اعلانیہ حد جاری کی۔۔۔ حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نے امیرانہ زندگی اختیار کی تو انہیں بھی عہدہ سے سبکدوش کردیا۔۔۔ حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ مصر کے خراج میں اضافہ نہ کرسکے تو ان کو علیحدہ کردیا۔

نگرانی کا عام طریقہ یہ تھا کہ دریافت> حال کے لئے دربارِ خلافت سے تحقیقاتی وفود روانہ کئے جاتے تھے جو تمام ممالک کا دورہ کرکے عمال کے طرزِ عمل اور رعایا کی حالت کا اندازہ کرتے تھے۔ ملکی حالات سے واقفیت پیدا کرنے کے لئے آپ کا یہ معمول تھا کہ جمعہ کے دن منبر پر تشریف لاتے تو خطبہ شروع کرنے سے پہلے لوگوں سے اطراف ملک کی خبریں پوچھتے اور ان کی بات نہایت غور سے سنتے۔ آپ کی طرف سے اعلان عام تھا کہ جس کسی کو کسی والی سے شکایت ہو وہ حج کے موقع پر بیان

کرے۔ اس موقع پر تمام عمال لازمی طور پر طلب کئے جاتے تھے، اس لئے بالمشافہ شکایتوں کی تحقیقات کرکے تدارک فرماتے۔

۳۔ ملکی نظم و نسق

فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے ملکی نظم و نسق کا جو دستور العمل مرتب کیا تھا، حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے اس کو بعینہ باقی رکھا اور مختلف شعبوں کے جس قدر محکمے قائم ہو چکے تھے، ان کو منظم کرکے ترقی دی۔ یہ اسی نظم و نسق کا اثر تھا کہ ملکی محاصل میں غیر معمولی اضافہ ہوگیا۔ حضرت عمر کے عہد میں مصر کا خراج ۲۰ لاکھ دینار تھا لیکن عہد عثمانی میں اس کی مقدار ۴۰ لاکھ تک پہنچ گئی۔

(فتوح البلدان، بلاذری، ص۲۲۳)

ملکی انتظام اور رعایا کی آسائش دونوں لحاظ سے اس امر کی ضرورت تھی کہ دارالخلافہ کے تمام راستوں کو سہل اور آرام دہ بنایا جائے۔ چنانچہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے مدینہ کے راستہ میں موقع بموقع چوکیاں، سرائیں اور چشمے بنوائے۔ نجد کی راہ میں مدینہ سے چوبیس میل کے فاصلہ پر ایک نہایت نفیس سرائے تعمیر کی گئی، اس کے ساتھ ساتھ ایک مختصر بازار بھی بسایا گیا، نیز شیریں پانی کا ایک کنواں بنایا گیا جو بیرالسائب کے نام سے مشہور ہے۔ (ایضاً، ج۲، ص۲۱۷)

☆ خیبر کی سمت سے کبھی کبھی مدینہ میں نہایت ہی خطرناک سیلاب آیا کرتا تھا جس سے شہر کی آبادی اور مسجد نبوی ﷺ کو نقصان پہنچنے کا احتمال رہتا تھا۔ اس لئے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے مدینہ سے تھوڑے فاصلہ پر مدری کے قریب ایک بند بندھوایا اور نہر کھدوا کر سیلاب کا رخ دوسری طرف موڑ دیا۔ اس بند کا نام بند مہزور ہے۔ رفاہِ عامہ کی تعمیرات میں یہ خلیفہ ثالث کا ایک بڑا کارنامہ ہے۔ (خلاصۃ الوفاء:۱۲۴)

۴۔ مسجد نبوی ﷺ کی تعمیر و توسیع

مسجد نبوی ﷺ کی تعمیر میں حضرت عثمان ذوالنورین رضی اللہ عنہ کا کردار نمایاں ہے۔ عہد نبوی ﷺ میں جب مسلمانوں کی کثرت کے باعث مسجد کی وسعت ناکافی ثابت ہوئی تھی تو اس کی توسیع کے لیے حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے قریب کا قطعہ زمین خرید کر بارگاہ> نبوت میں پیش کیا تھا۔ بعد ازاں اپنے عہد میں بڑے اہتمام سے اس کی وسیع اور شاندار عمارت تعمیر کرائی۔ سب سے اول ۲۴ھ میں اس کا ارادہ کیا لیکن مسجد کے گرد و پیش میں لوگوں کے مکانات تھے، وہ کافی معاوضہ دینے پر بھی مسجد نبوی ﷺ کی قربت کے شرف سے دست کش ہونے کے لیے راضی نہ ہوئے۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے ان لوگوں کو راضی کرنے کے لیے مختلف تدبیریں کیں لیکن وہ کسی طرح راضی نہیں ہوئے، یہاں تک کہ پانچ سال اس کشمکش میں گزر گئے، بالآخر ۲۹ ھ میں حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے مشورہ کرنے کے بعد حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے جمعہ کے روز ایک نہایت ہی مؤثر تقریر فرمائی اور نمازیوں کی کثرت اور مسجد کی تنگی کی طرف توجہ دلائی۔ اس تقریر کا اثر یہ ہوا کہ لوگوں نے خوشی سے اپنے مکانات دے دیئے اور آپ نے نہایت اہتمام کے ساتھ تعمیر کا کام شروع کیا۔ نگرانی کے لیے تمام عمال طلب کیے اور آپ رضی اللہ عنہ خود بھی شب و روز مصروف کار رہتے تھے۔ دس مہینوں کی مسلسل جدوجہد کے بعد اینٹ، چونا اور پتھر کی ایک نہایت خوشنما اور مستحکم عمارت تیار ہوگئی، وسعت میں بھی کافی اضافہ ہوگیا۔ طول میں پچاس گز کا اضافہ ہوا، البتہ عرض میں کوئی تغیر نہیں کیا گیا۔ (ایضاً، ص۱۲۴)

۵۔ فوجی انتظامات اور فتوحات

حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے اپنے عہد میں شام، مصر اور ایران کو فتح کرلیا تھا، نیز ملکی نظم و نسق اور طریقۂ حکمرانی کا ایک مستقل دستور العمل بنا دیا تھا۔ اس لئے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے لئے میدان صاف تھا، انہوں نے صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی نرمی و ملاطفت اور فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کی سیاست کو اپنا شعار بنایا اور ایک سال تک قدیم طریق نظم و نسق میں کسی قسم کا تغیر نہیں کیا۔ البتہ خلیفۂ سابق کی وصیت کے مطابق حضرت سعد بن وقاص رضی اللہ عنہ کو مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ کی جگہ کوفہ کا والی بنا کر بھیجا۔ یہ پہلی تقرری تھی جو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے ہاتھ سے عمل میں آئی۔ (ابن اثیر، ۳:۶۱)

عہد عثمانی رضی اللہ عنہ میں فتوحات کا سلسلہ نہایت وسیع ہوا۔ افریقہ میں طرابلس، الجزائز، رقہ، مراکش، سپین ۲۷ ہجری میں مفتوح ہوئے۔۔۔ ایران کی فتح تکمیل کو پہنچی۔۔۔ ایران کے متصلہ ملکوں میں افغانستان، خراسان اور ترکستان کا ایک حصہ زیر

نگین ہوا۔۔۔ دوسری سمت ۳۱ ہجری میں آرمینیہ اور آذربائیجان کی فتح کے بعد اسلامی سرحد کوہ قاف تک پھیل گئی۔۔۔ اسی طرح ایشیائے کوچک کا ایک وسیع خطہ فتح ہوا۔

بحری فتوحات کا آغاز حضرت عثمانؓ کے عہد خلافت سے ہوا۔ حضرت عمرؓ کی احتیاط نے مسلمانوں کو سمندری خطرات میں ڈالنا پسند نہ کیا۔ ذوالنورینؓ کی اولوالعزمی نے خطرات سے بے پرواہ ہوکر ایک عظیم الشان بیڑا تیار کرکے جزیرہ قبرص (سائپرس) پر ۲۸ ہجری میں اسلامی علم بلند کیا۔۔۔ اور بحری جنگ میں ۳۱ھ میں قیصر روم کے بیڑے کو جس میں پانچ سو جنگی جہاز شامل تھے، ایسی شکست دی کہ پھر رومیوں کو کبھی بحری حملہ کی ہمت نہ ہوئی۔

۶۔ مذہبی خدمات

۱۔ نائب رسولؓ کا سب سے اہم فرض مذہب کی خدمت اور اس کی اشاعت وتبلیغ تھا، اس لیے حضرت عثمان ذوالنورینؓ کو اس فرض کے انجام دینے کا ہر لحظہ خیال رہتا تھا، چنانچہ جہاد میں جو قیدی گرفتار ہوکر آتے تھے ان کے سامنے خود اسلام کے محاسن بیان کرکے ان کو دینِ متین کی طرف دعوت دیتے تھے۔

۲۔ حضرت عثمانؓ خود بالمشافہ مسائل فقہیہ بیان کرتے تھے اور عملاً اس کی تعلیم دیتے تھے۔ جس مسئلہ میں شبہ ہوتا اور اس کے متعلق کوئی صحیح رائے قائم نہ کرسکتے تو دوسرے صحابہؓ سے استفسار فرماتے اور عوام کو بھی ان کی طرف رجوع کرنے کی ہدایت کرتے تھے۔ ایک دفعہ سفر حج کے دوران میں ایک شخص نے پرندہ کا گوشت پیش کیا جو شکار کیا گیا تھا، جب آپ کھانے کے لیے بیٹھے تو شبہ ہوا کہ حالتِ احرام میں اس کا کھانا جائز ہے یا نہیں؟ حضرت علیؓ بھی ہمسفر تھے، ان سے استفسار کیا۔ (مستدرک ابن حنبل، ج۱، ص ۱۰۰)

۳۔ حضرت عثمان غنیؓ کا سب سے زیادہ روشن کارنامہ قرآن مجید کو اختلاف وتحریف سے محفوظ کرنا اور اس کی عام اشاعت ہے۔

حضرت عثمان غنیؓ کی شہادت کے اسباب

حضرت عثمانؓ کے بارہ سالہ دور خلافت میں ابتدائی چھ سال کامل امن و امان سے گذرے۔ فتوحات کی وسعت، مالِ غنیمت کی فراوانی، وظائف کی زیادتی، زراعت کی ترقی اور حکومت کے عمدہ نظم ونسق نے تمام ملک میں تمول، فارغ البالی اور عیش وتنعم کو عام کردیا۔ آپؓ کے آخری زمانہ میں جو فتنہ و فساد برپا ہوا، اس کی حقیقت یہی ہے کہ دولت مندی اور تمول کی کثرت نے مسلمانوں میں بھی اس کے وہ لوازم پیدا کردیئے جو قوموں میں ایسی حالت میں پیدا ہوجاتے ہیں اور بالآخر ان کے ضعف اور انحطاط کا سبب بنتے ہیں۔ اس کے علاوہ اس فتنہ وفساد کی پیدائش کے بعض اور اسباب بھی تھے جو کہ حسب ذیل ہیں:

۱۔ سب سے پہلی وجہ یہ ہے کہ صحابہ کرامؓ کی وہ نسل جو فیضِ نبوت سے براہ راست مستفیض ہوئی تھی، تقریباً ختم ہوچکی تھی، جو لوگ موجود تھے وہ اپنی کبرسنی کے سبب گوشہ نشین ہورہے تھے اور ان کی اولاد ان کی جگہ لے رہی تھی۔ یہ نوجوان زہد و اتقاء، عدل وانصاف، حق پسندی و راست بازی میں اپنے بزرگوں کے برابر نہ تھے۔

۲۔ حضرت ابوبکر صدیقؓ کے مشورہ اور مسلمانوں کی پسندیدگی سے امامت و خلافت کے لئے خاندان قریش مخصوص ہوگیا تھا اور بڑے بڑے عہدے بھی زیادہ تر ان ہی کو ملتے تھے، نوجوان قریشی اس کو اپنا حق سمجھ کر دوسرے عرب قبیلوں کو اپنا محکوم سمجھنے لگے تھے۔

۳۔ اس وقت کابل سے لے کر مراکش تک تمام علاقہ اسلام کے زیرنگین تھا جس میں سیکڑوں قومیں آباد تھیں، ان محکوم قوموں کے دلوں میں فطرتاً مسلمانوں کے خلاف انتقام کا جذبہ موجود تھا لیکن ان کی قوت کے مقابلہ میں بے بس تھے، اس لئے انہوں نے سازشوں کا جال بچھایا جن میں سب سے آگے مجوسی اور یہودی تھے۔

۴۔ حضرت عثمانؓ فطرتاً نیک، ذی مروت اور نرم خو تھے، لوگوں سے سختی کا برتاؤ نہیں کرتے تھے، اکثر چھوٹے جرائم کو بردباری اور حلم سے ٹال دیا کرتے تھے۔ اس سے شریروں کے حوصلے بڑھ گئے۔

۵۔ حضرت عثمانؓ اموی تھے، اس لیے فطرتاً ان کے جذبات اپنے اہلِ خاندان کے ساتھ خیر خواہانہ تھے اور آپ اپنے ذاتی مال سے ان کی امداد فرمایا کرتے تھے۔ شریر لوگوں نے اس کو یوں ملک میں پھیلایا کہ حضرت عثمانؓ سرکاری بیت المال سے ان کو نوازتے ہیں۔

۶۔ غیر قوموں کے جو لوگ مسلمان ہوگئے تھے یا مسلمانوں نے جن غیر قوموں کی عورتوں کو بیویاں یا باندیاں بنایا، ان کی

اولادیں بھی فتنہ کا باعث بنیں۔

الغرض ہر جماعت اپنی غرض کے لئے کوشش میں مصروف تھی اس لئے خفیہ ریشہ دوانیاں شروع ہوگئیں۔ عمال کے خلاف سازشیں ہونے لگیں اور خود امیرالمومنین کو بدنام کرنے کی کوشش شروع ہوئی۔ حضرت عثمان ﷺ نے ان فتنوں کو جاننا چاہا لیکن یہ آگ ایسی لگی تھی کہ جس کا بجھانا آسان نہ تھا۔ نتیجتاً:

۱۔ فتنہ پردازوں کا دائرہ عمل روز بروز وسیع ہوتا گیا یہاں تک کہ تمام ملک میں ایک خفیہ جماعت پیدا ہوگئی تھی جس کا مقصد فتنہ و فساد برپا کرنا تھا۔ حضرت عثمان ﷺ نے معلوم ہونے پر ان لوگوں کو شام کی طرف جلاوطن کردیا لیکن فتنہ کی آگ اس حد تک بھڑک چکی تھی کہ یہ معمولی چھینٹے اس کو بجھا نہ سکے بلکہ یہ انتقالِ مکانی مزید ان خیالات کے فروغ کا سبب بن گئی۔ (ابن اثیر، ۳:۱۱۳)

۲۔ مصر سازش کا سب سے بڑا مرکز تھا، مسلمانوں کے سب سے بڑے دشمن یہودی تھے، ایک یہودی النسل نومسلم عبداللہ بن سبا نے اپنی حیرت انگیز سازشانہ قوت سے مختلف الخیال مفسدوں کو ایک مرکز پر متحد کردیا۔

۳۔ مفسدین کی جماعت تمام ملک میں پھیلی ہوئی تھی اور ان میں سے ہر ایک کا مطمع نظر مختلف تھا اور آئندہ خلیفہ کے انتخاب کے بارے میں بھی ہر ایک کی نظر الگ الگ شخصیتوں پر تھی۔ اہلِ مصر حضرت علی ﷺ کے عقیدت مند تھے۔۔۔ اہلِ بصرہ حضرت طلحہ ﷺ کے طرف دار تھے۔۔۔ اہلِ کوفہ حضرت زبیر ﷺ کو پسند کرتے تھے۔۔۔ اہلِ عراق کی جماعت تمام قریش سے عداوت رکھتی تھی۔۔۔ اور ایک جماعت سرے سے عربوں ہی کے خلاف تھی لیکن امیرالمومنین حضرت عثمان ﷺ کی معزولی اور بنوامیہ کی بیخ کنی پر سب باہم متفق تھے۔

عبداللہ بن سبا نے بڑی حکمت عملی سے ان اختلافات سے قطع نظر کرکے سب کو ایک مقصد یعنی حضرت عثمان ﷺ کی مخالفت پر متحد کردیا اور تمام ملک میں اپنے داعی اور سفیر پھیلادیئے تاکہ ہر جگہ فتنہ کی آگ بھڑکا کر بدامنی پیدا کردی جائے اور اس مقصد کے حصول کے لئے داعیوں کو حسب ذیل طریقوں پر عمل کی ہدایت کی:

۱۔ بظاہر متقی و پرہیزگار بننا اور لوگوں کو وعظ ونصیحت سے اپنا معتقد بنانا۔

۲۔ عمال کو تنگ کرنا اور ہر ممکن طریقہ سے ان کو بدنام کرنے کی کوشش کرنا۔

۳۔ ہر جگہ امیرالمومنین کی کنبہ پروری اور ناانصافی کی داستانیں مشتہر کرنا۔

ان طریقوں پر نہایت مستعدی کے ساتھ عمل کیا گیا۔ ولید بن عقبہ ﷺ والی کوفہ پر شراب نوشی کا الزام لگایا اور حد بھی جاری کی گئی جو درحقیقت ایک بڑی سازش کا نتیجہ تھا۔۔ اسی طرح حضرت ابوموسیٰ اشعری ﷺ والی بصرہ کی معزولی بھی ان ہی ریشہ دوانیوں کا نتیجہ تھی۔

ان حالات میں کبار صحابہ حضرت عثمان ﷺ کے ساتھ تھے اس لئے اعلانیہ اس جماعت کا کوئی اثر نہ ہوا۔ البتہ حضرت عثمان ﷺ کے اخیر عہد یعنی ۳۵ھ میں مفسدین مدینہ اس قدر بے باک ہوگئے کہ بیرونی مفسد کی مدد سے ان کو خود امیرالمومنین پر بھی دستِ ستم دراز کرنے کی جرات ہوگئی۔ (ابن اثیر، ۳:۱۲۷)

حضرت عثمان ﷺ کی مظلومانہ شہادت

مذکورہ بالا فتنہ انگیز لوگ اپنے ناجائز مطالبات منوانے کے لئے حضرت عثمان غنی ﷺ پر دباؤ ڈالتے مگر آپ ﷺ کمال جرأت کا مظاہرہ فرماتے ہوئے ان کو تسلیم کرنے سے انکار فرمادیتے۔ مصر سے تعلق رکھنے والے لوگوں نے بھی نظامِ مملکت میں بے جا دخل اندازی کی کوشش کی، آپ ﷺ کے انکار پر انہوں نے آپ ﷺ کے مکان کا محاصرہ کرلیا۔ ابتداء میں یہ محاصرہ نرم تھا، آپ ﷺ مسجد میں آتے جاتے اور نماز کی امامت فرماتے اور یہ فتنہ پرور لوگ آپ ﷺ کی اقتداء میں نماز بھی ادا فرماتے لیکن بعد ازاں انہوں نے اس محاصرہ کو مزید سخت کردیا اور آپ ﷺ کے گھر سے نکلنے پر بھی پابندی لگادی اور ان کا اپنا امیر غافقی امامت کرنے لگا۔ (تاریخ طبری، ۳:۳۵۴)

باغیوں سے خطاب

ایک دن حضرت عثمان ﷺ نے مکان کی چھت پر چڑھ کر باغیوں سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا:

کیا تمہیں معلوم ہے کہ جب حضور نبی اکرم ﷺ ہجرت کرکے مدینہ تشریف لائے تو مسجد کی جگہ تنگ تھی تو آپ ﷺ

نے فرمایا کہ کون اس زمین کو خرید کر وقف کرے گا؟ تو میں نے آپ ﷺ کے حکم کی تعمیل کی۔ اب تم مجھے اس مسجد میں نماز پڑھانے سے روکتے ہو۔۔۔؟ کیا تمہیں معلوم ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ مدینہ تشریف لائے تو مدینہ میں بیئرِ رومہ کے سوا اور کوئی میٹھے پانی کا کنواں نہیں تھا اور یہ کنواں یہودی کی ملکیت تھا۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ کون اس کنویں کو خرید کر عام مسلمانوں کے لئے وقف کرے گا اور اس کو اس سے بہتر جنت میں صلہ ملے گا تو میں نے آپ ﷺ کے حکم کی تعمیل کی اور آج تم نے مجھے اسی کے پانی پینے سے محروم کردیا۔۔۔ جب رسول اللہ ﷺ نے غزوہ تبوک کے لئے امداد کی اپیل کی تو میں نے سب سے زیادہ اس میں امداد کی۔ آپ ﷺ نے مجھے جنت کی بشارت دی۔ باغیوں نے بیک زبان ہوکر کہا: آپ سچ فرما رہے ہیں۔۔۔ اس کے بعد حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا: کیا تمہیں معلوم ہے کہ ایک مرتبہ آپ ﷺ کوہِ احد پر تشریف لے گئے، آپ ﷺ کے ہمراہ ابوبکر، عمر رضی اللہ عنہ اور میں تھا۔ کوہِ احد لرزنے لگا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: احد ٹھہر جا! اس وقت تیری پشت پر ایک نبی، ایک صدیق اور دو شہید ہیں۔۔۔ کیا تمہیں یاد ہے کہ آپ ﷺ نے حدیبیہ میں مجھے سفیر بنا کر مکہ بھیجا تھا اور بیعتِ رضوان میں اپنے ایک ہاتھ کو میرا ہاتھ قرار دیا تھا اور میری طرف سے خود ہی بیعت کی تھی۔ سب نے کہا: آپ سچ فرما رہے ہیں۔ (مسند احمد بن حنبل، جلد۱، الرقم: ۴۲۰)

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی اس تقریر کا مقصد صرف باغیوں کے ضمیر کو جگانا تھا اور انہیں یہ سوچنے پر آمادہ کرنا تھا کہ وہ کس کے ساتھ یہ معاملہ کررہے ہیں لیکن ان کا ضمیر مردہ ہوچکا تھا۔ اس لئے وہ ہر سوال کا جواب اثبات میں دینے کے باوجود اپنے مؤقف پر قائم رہے اور ان کا یہی مطالبہ تھا کہ امیرالمومنین حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ خلافت سے دستبردار ہوجائیں لیکن امیرالمومنین نے ان کا یہ مطالبہ سختی سے مسترد کردیا۔

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے گھر میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور عام مسلمانوں کی خاصی جمعیت موجود تھی۔ انھوں نے آپ سے ان باغیوں سے لڑائی کی اجازت طلب کی۔ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں ان کا مقابلہ نہیں کروں گا کیونکہ میں رسول اللہ ﷺ کا وہ پہلا خلیفہ بننا گوارا نہیں کرسکتا جس کے ہاتھوں امت میں خونریزی کا آغاز ہو۔

باغیوں کے محاصرہ کو چالیس دن گزر گئے تھے۔ آپ تک سامان خورد ونوش پہنچانا مشکل تھا۔ ام المومنین حضرت ام حبیبہ رضی اللہ عنہا کچھ کھانے پینے کی اشیاء لے کر آئیں مگر باغیوں نے انہیں بھی اندر جانے کی اجازت نہیں دی۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ پانی لے کر آئے تو باغیوں نے نیزوں سے پانی کی مشکیں پھاڑ ڈالیں۔ پچاس دن تک حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ اسی مکان میں قید رہے، اس عرصہ میں برابر روزہ رکھتے رہے۔ ایک رات آپ رضی اللہ عنہ نے خواب میں دیکھا کہ رسالت مآب ﷺ حضرت ابوبکر وعمر رضی اللہ عنہما کے ساتھ تشریف لائے اور فرمایا:

''اے عثمان! کیا تمہیں بہت بھوک لگی ہے؟ تم نے چالیس دن تک روزہ رکھا، اے عثمان! کل روزہ تم ہمارے پاس آکر افطار کرو گے۔''

اس خواب کے بعد آپ رضی اللہ عنہ نے اپنے گھر میں موجود بیس غلام آزاد کردیئے اور تلاوتِ قرآن میں مصروف ہوگئے۔ مصنف ''البدایہ'' حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی شہادت کو اس طرح بیان کرتے ہیں کہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے دروازہ پر حضرت عبداللہ بن زبیر، حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہ اور کئی دوسرے حضرات پہرہ دے رہے تھے۔ باغیوں نے حملہ کیا۔ ان لوگوں نے مدافعت کی لیکن یہ حضرات زخمی ہوگئے اور باغیوں کے چار آدمی دیوار پھلانگ کر اندر داخل ہوگئے۔ جب حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ پر حملہ کیا گیا تو آپ کی پیشانی سے خون نکل آیا اور آپ زمین پر گر پڑے اور زبان سے بے ساختہ نکلا ''**بسم اللہ توکلت علی اللہ**'' اور اس کے ساتھ ہی پیشانی سے خون داڑھی سے ٹپک کر قرآن مجید پر بہنے لگا۔ یہاں تک کہ آیت: **فسیکفیکھم اللہ وھو السمیع العلیم** (پس اب اللہ تعالیٰ آپ کو اُن کے شر سے بچانے کے لئے کافی ہوگا اور وہ خوب سننے والا اور جاننے والا ہے)۔ پر پہنچ کر رک گیا۔

آپ کی اہلیہ محترمہ نے تلوار کے وار کو روکنا چاہا تو ان کے ہاتھ کی تین انگلیاں کٹ گئیں۔ اسی حالت میں حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی روح قفسِ عنصری سے پرواز کرگئی۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ یہ عظیم حادثہ جمعہ کے دن عصر ومغرب کے درمیان 18 ذی الحجہ 35ھ کو پیش آیا۔

ناپ تول کا نظام اور کوالٹی کنٹرول

قرآن مجید میں پورے ناپ تول کو عملِ خیر اور اخروی فلاح کا سبب بتایا گیا ہے

تاجروں کے لئے خرید و فروخت کے حوالے سے شرعی امور کے بارے میں آگہی لازم ہے

محمد افضل قادری

تجارتی نقطہ نظر سے ناپ تول میں کمی کرنے سے نہ صرف یہ کہ تاجر کا اعتماد و اعتبار (credibility) مجروح ہوتا ہے بلکہ اس گھناؤنے جرم کے سبب تجارت بذاتِ خود نفع کی بجائے نقصان اور خسارہ کا باعث بن جاتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اسلام کی نگاہ میں ناپ تول میں کمی کرنا گناہ کبیرہ ہے۔ اُممِ سابقہ میں سے بعض اُمتوں پر اسی گناہ کے سبب قہرِ الٰہی نازل ہوا تھا۔ آج بھی کچھ عاقبت نااندیش اس مہلک مرض میں مبتلا ہیں۔ ذیل میں ناپ تول میں کمی کی کتاب وسنت سے مذمت اور اشیاء کے فطری اور صحت بخش معیار کو یقینی بنانے کے لئے کوالٹی کنٹرول (quality control) کے حوالے سے بحث کی جاتی ہے:

قرآن مجید میں ناپ تول میں کمی کی ممانعت

قرآن مجید میں متعدد مقامات پر پورا تولنے کی تاکید اور اس میں کمی کرنے سے منع کیا گیا ہے۔ چند آیات ملاحظہ ہوں:

۱۔ حضرت شعیبؑ کی قوم میں یہ بیماری عام تھی۔ قرآن نے اس عملِ شنیع کو فساد قرار دے کر تباہی کا سبب قرار دیا ہے۔ حضرت شعیبؑ نے نزولِ عذاب سے قبل اپنی قوم کو اس عملِ قبیح سے منع کرتے ہوئے ارشاد فرمایا:

وَلَا تَنْقُصُوا الْمِكْيَالَ وَالْمِيزَانَ إِنِّيٓ أَرَىٰكُم بِخَيْرٍ وَإِنِّيٓ أَخَافُ عَلَيْكُمْ عَذَابَ يَوْمٍ مُّحِيطٍ وَيَٰقَوْمِ أَوْفُوا الْمِكْيَالَ وَالْمِيزَانَ بِالْقِسْطِ وَلَا تَبْخَسُوا النَّاسَ أَشْيَآءَهُمْ وَلَا تَعْثَوْا فِي الْأَرْضِ مُفْسِدِينَ. (هود، ۱۱: ۸۴، ۸۵)

اور ناپ اور تول میں کمی مت کیا کرو بے شک میں تمہیں آسودہ حال دیکھتا ہوں اور میں تم پر ایسے دن کے عذاب کا خوف (محسوس) کرتا ہوں جو (تمہیں) گھیر لینے والا ہے۔ اور اے میری قوم! تم ناپ اور تول انصاف کے ساتھ پورے کیا کرو اور لوگوں کو ان کی چیزیں گھٹا کر نہ دیا کرو اور فساد کرنے والے بن کر ملک میں تباہی مت مچاتے پھرو۔

۲۔ سورہ شعراء میں ناپ تول میں کمی کو فساد انگیزی قرار دیتے ہوئے ارشاد فرمایا:

أَوْفُوا الْكَيْلَ وَلَا تَكُونُوا مِنَ الْمُخْسِرِينَ. وَزِنُوا بِالْقِسْطَاسِ الْمُسْتَقِيمِ. وَلَا تَبْخَسُوا النَّاسَ أَشْيَآءَهُمْ وَلَا تَعْثَوْا فِي الْأَرْضِ مُفْسِدِينَ (الشعراء، ۲۶: ۱۸۳-۱۸۱)

تم پیمانہ پورا بھرا کرو اور (لوگوں کے حقوق کو) نقصان پہنچانے والے نہ بنو۔ اور سیدھی ترازو سے تولا کرو۔ اور لوگوں کو ان کی چیزیں کم (تول کے ساتھ) مت دیا کرو اور ملک میں (ایسی اخلاقی، مالی اور سماجی خیانتوں کے ذریعے) فساد انگیزی مت کرتے پھرو۔

۳۔ قرآن مجید میں پورے ناپ تول کو عملِ خیر اور اُخروی فوز و فلاح کا سبب بتایا گیا ہے۔ ارشاد فرمایا:

☆ سینئر ریسرچ سکالر، فرید ملت ریسرچ انسٹی ٹیوٹ

وَأَوۡفُواْ ٱلۡكَيۡلَ إِذَا كِلۡتُمۡ وَزِنُواْ بِٱلۡقِسۡطَاسِ ٱلۡمُسۡتَقِيمِۚ ذَٰلِكَ خَيۡرٞ وَأَحۡسَنُ تَأۡوِيلٗا (الإسراء، ۱۷: ۳۵)

اور ناپ پورا رکھا کرو جب (بھی) تم (کوئی چیز) ناپو اور (جب تولنے لگو تو) سیدھے ترازو سے تولا کرو، یہ (دیانتداری) بہتر ہے اور انجام کے اعتبار سے (بھی) خوب تر ہے۔

۴۔ حضور نبی اکرم ﷺ جب مدینہ تشریف لائے تو یہاں ناپ تول میں کمی کے حوالے سے بعض لوگ مشہور تھے۔ علامہ ابو القاسم جار اللہ زمخشری لکھتے ہیں کہ ابو جُہَینہ نامی ایک شخص ناپ تول میں کمی کی وجہ سے پورے مدینہ منورہ میں مشہور تھا:

وَمَعَهُ صَاعَانِ يَكِيلُ بِأَحَدِهِمَا وَيَكْتَالُ بِالْآخَرِ.

(زمخشری، التفسیر الکشاف، ۱۴۰۷، ج:۴، ص:۷۱۸)

اس کے پاس دو پیمانے تھے، ایک اپنے خریدنے کے لیے استعمال کرتا اور دوسرا لوگوں کو اپنی اشیاء فروخت کرنے کے لیے استعمال میں لاتا۔

اللہ تعالیٰ نے سورہ المطففین کی یہ آیات نازل فرمائیں جن میں ناپ تول اور میزان کو درست نہ رکھنے والوں کی مذمت کرتے ہوئے پر ارشاد فرمایا:

وَيۡلٞ لِّلۡمُطَفِّفِينَ ٱلَّذِينَ إِذَا ٱكۡتَالُواْ عَلَى ٱلنَّاسِ يَسۡتَوۡفُونَ وَإِذَا كَالُوهُمۡ أَو وَّزَنُوهُمۡ يُخۡسِرُونَ۔

بربادی ہے ناپ تول میں کمی کرنے والوں کے لیے۔ یہ لوگ جب (دوسرے) لوگوں سے ناپ لیتے ہیں تو (ان سے) پورا لیتے ہیں۔ اور جب انہیں (خود) ناپ کر یا تول کر دیتے ہیں تو گھٹا کر دیتے ہیں۔ (المطففین، ۸۳: ۱-۳)

ان تمام آیاتِ مقدسہ سے یہ حقیقت عیاں ہو جاتی ہے کہ اسلام میں ناپ تول میں کمی کرنا نہایت برا اور ناقابلِ معافی جرم ہے۔ یہ معاشرے میں فتنہ وفساد اور بربادی کا سبب ہے۔ اس سے نا صرف کاروباری ساکھ متاثر ہوتی ہے بلکہ تاجروں کا اعتبار و استناد بھی ختم ہو جاتا ہے۔ یہ گھناؤنا عمل عذابِ الٰہی کا باعث ہے اور اس میں ملوث لوگ کبھی حقیقی فوز و فلاح سے ہم کنار نہیں ہو سکتے۔

اَحادیث میں ناپ تول میں کمی اور بغیر ناپ تول دینے کی مذمت

ناپ تول میں کمی کرنا ایک ایسا عملِ قبیح ہے جو ہر عہد میں پایا گیا اور انبیاء علیہم السلام مسلسل اس سے منع کرتے رہے۔ حضرت شعیب علیہ السلام سے لے کر حضور نبی اکرم ﷺ تک تمام انبیاء اُلوہی ہدایات کے ذریعے لوگوں کو اس سے باز رہنے کی تلقین فرماتے رہے ہیں۔ احادیث مبارکہ میں بھی ناپ تول میں کمی اور بغیر ناپ تول دینے کی شدید الفاظ میں مذمت کی گئی ہے۔ ذیل میں اس حوالے سے چند احادیث درج کی جاتی ہیں:

۱۔ حضرت عبد اللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے تاجروں کو ناپ تول میں کمی کے عذاب اور انجام سے ڈراتے ہوئے فرمایا:

إِنَّكُمْ قَدْ وُلِّيتُمْ أَمْرَيْنِ هَلَكَتْ فِيهِ الْأُمَمُ السَّالِفَةُ قَبْلَكُمْ. (ترمذی، السنن، کتاب البیوع، باب ما جاء فی المکیال والمیزان، ج۳، ص۵۲۱، رقم:۱۲۱۷)

تم ایسے دو کاموں (ناپ تول) کے نگران بنائے گئے ہو جن میں تم سے پہلے لوگ ہلاک ہوئے۔

۲۔ ناپ تول کے حوالے سے اسلام میں اس حد تک احتیاط کی گئی ہے کہ جس ڈھیر کی پیمائش یا وزن نہ کیا گیا ہو، اسے بیچنے سے منع کر دیا گیا۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ

نَهَى رَسُولُ اللهِ ﷺ عَنْ بَيْعِ الصُّبْرَةِ مِنَ التَّمْرِ لَا يُعْلَمُ مَكِيلَتُهَا بِالْكَيْلِ الْمُسَمَّى مِنَ التَّمْرِ. (مسلم، الصحیح، کتاب البیوع، باب تحریم بیع صبرۃ التمر المجہولۃ القدر بتمر، ج:۳، ص:۱۱۶۲، رقم:۱۵۳۰)

کھجوروں کے جس ڈھیر کی پیمائش معروف طریقے سے معلوم نہ ہو، اس کو معین کھجوروں کے عوض بیچنے سے رسول اللہ ﷺ نے منع فرمایا ہے۔

۳۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے ہی روایت ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے مال کو آگے فروخت کرنے سے قبل اس کو ماپنے کی تاکید کرتے ہوئے ارشاد فرمایا:

مَنِ ابْتَاعَ طَعَامًا فَلَا يَبِعْهُ حَتَّى يَكْتَالَهُ . (مسلم، الصحیح، کتاب البیوع، باب بطلان بیع المبیع قبل القبض، ج۳، ص۱۱۶۰، رقم: ۱۵۲۵)

جو شخص اناج خریدے تو وہ اس کو ناپنے سے پہلے فروخت نہ کرے۔

ان روایات سے ثابت ہوا کہ ناپ تول کے بغیر مال آگے فروخت کرنا جائز نہیں ہے کیوں کہ اس سے طرفین میں سے کسی ایک کو نقصان پہنچنے کا قوی اندیشہ ہے۔ لہٰذا فرمان رسول ﷺ لا ضــــرر ولا ضـــــرار (ابن ماجہ، السنن، کتاب الأحکام، باب من بنی فی حقہ ما یضر بجارہ، ج۲، ص۷۸۴، رقم: ۲۳۴۰) کے تحت یہ درست نہیں ہے۔ یہی وجہ ہے کہ علامہ ابو الحسن مرغینانی (۵۱۱ھ۔۵۹۳ھ) حنفی لکھتے ہیں:

بخلاف بيعه بجنسه مجازفة لما فيه من احتمال الربا . (مرغینانی، أبو الحسن برہان الدین الفرغانی، الہدایۃ فی شرح بدایۃ المبتدی، ج۳، ص۸۲)

ایک جنس کی چیزوں کی بیع مجازفہ (ناپ تول کے بغیر تجارت اور خرید و فروخت کرنا مجازفہ کہلاتا ہے) جائز نہیں ہے کیونکہ اس میں ربا کا احتمال ہوتا ہے (البتہ مختلف الاجناس چیزوں کی بیع مجازفۃ جائز ہے)۔

ناپ تول کر فروخت کرنے میں برکت

حضرت عبداللہ بن بسر رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

كِيلُوا طَعَامَكُمْ يُبَارَكْ لَكُمْ فِيهِ . (ابن ماجہ، السنن، ابواب التجارۃ، باب مَا یُرْجَی فِی کَیْلِ الطَّعَامِ، ج۲، ص۷۵۰)

غلہ ناپ کر بیچو، اس میں تمہارے لیے برکت ہوگی۔

سوال پیدا ہوتا ہے کہ اگر کسی شخص نے گندم یا کھجور کا کوئی ڈھیر بیس من سمجھ کر سودا کیا اور پھر اسے تولے بغیر ہی بیس من ہی سمجھ کر آگے فروخت کر دیا تو اس کی شرعی حیثیت کیا ہوگی؟ یعنی شرعی حوالے سے اس میں کون سی قباحت ہے کہ اس ڈھیر کو ماپ تول کیے بغیر آگے فروخت کرنے سے منع کیا گیا ہے؟

اس اشکال کا جواب یہ ہے کہ ہوسکتا ہے کسی نے آپ سے دھوکہ کیا ہو اور وہ ڈھیر بیس من نہ ہو۔ایسی صورت میں شریعت آپ سے یہ تقاضا کرتی ہے کہ آپ اس دھوکے کے نتیجے میں ہونے والے نقصان کو اپنے تک ہی محدود رکھیں اور اسے مزید آگے منتقل کرکے متعدی نہ کریں۔

ناپ تول میں کمی کی بجائے کچھ زیادہ دینے کی ترغیب

اسلام ناپ تول میں عدل و قسط سے آگے بڑھ کر احسان کا درس دیتا ہے۔ نبی کریم ﷺ ایک دن بازار سے گزر رہے تھے کہ ایک شخص کو دیکھا جو پیشہ ور تولا وا تھا۔ آپ ﷺ نے اسے تلقین کرتے ہوئے فرمایا:

زِنْ وَأَرْجِـــح . (ترمذی، السنن، کتاب البیوع، باب ما جاء فی الرجحان فی الوزن، ج۳، ص۵۹۸، رقم: ۱۳۰۵)

تول، اور جھکتا ہوا تول۔

دوسرے مقام پر اسی بات کو یوں فرمایا:

إِذَا وَزَنْتُمْ فَأَرْجِحُوا . (ابن ماجہ، السنن، کتاب البیوع، باب الرجحان فی الوزن، ج۲، ص۷۴۸، رقم: ۲۲۲۲)

جب تم وزن کرو تو زیادہ کرو۔

اس سے یہ ثابت ہوا کہ کسی غلہ یا جنس کے ڈھیر کا وزن یا پیائش کیے بغیر سودا کرنا منع ہے۔ معاملہ طے کرنے سے قبل تول کر لینے والی چیز کو تولا جائے اور ماپنے کی چیز کا ماپ کر سودا کیا جائے تاکہ کسی بھی قسم کے نزاع (dispute) کا قبل از وقت انسداد ہوسکے۔ قرآن مجید میں اسی ماپنے کو شخصی استناد و اعتبار (personal credibility) کے طور پر یوں بیان کیا گیا ہے:

قَالَ ٱئْتُونِى بِأَخٍ لَّكُم مِّنْ أَبِيكُمْ أَلَا تَرَوْنَ أَنِّىٓ أُوفِى ٱلْكَيْلَ (یوسف، ۱۲: ۵۹)

فرمایا: اپنے پدری بھائی (بنیامین) کو میرے پاس لے آؤ، کیا تم نہیں دیکھتے کہ میں (کس قدر) پورا ناپتا ہوں۔

اس آیت مقدسہ میں پوری پیائش کو امانت و دیانت کا معیار قرار دیا گیا ہے۔ اس سے ایک انسان کی ساکھ اور اعتماد بحال رہتا

ہے اور کاروبارِ حیات میں کسی قسم کی بدگمانی پیدا نہیں ہوتی۔

کوالٹی کنٹرول کے لیے حکومت کی نگرانی

اگر عالمی اور مقامی سطح پر اموالِ تجارت کا حفظانِ صحت کے اُصولوں کے مطابق کوالٹی کنٹرول نہ کیا جائے تو کبھی صحت کے مسائل سے چھٹکارا نہیں پایا جا سکتا۔ جب عوام الناس کو معیاری اشیائے خورد و نوش ہی میسر نہیں ہوں گی تو صحت مند معاشرہ کیسے تشکیل پائے گا۔ مصنوعات پر کوالٹی کنٹرول کے ذریعے ہی ان مسائل سے نمٹا جا سکتا۔ اس سلسلہ میں ذیل میں چند تعلیماتِ اسلام ذکر کی جارہی ہیں:

ا۔ اشیائے خورد و نوش کے معیار کی نگرانی

حضور نبی اکرم ﷺ اشیاء خورد و نوش کے معیار کی نگرانی کے لیے بنفسِ نفیس بازار میں تشریف لے جاتے اور تجارتی سرگرمیوں کی نگرانی فرماتے تھے۔ ایک دن جب آپ ﷺ مدینہ منورہ کے ایک بازار میں گئے تو وہاں ایک دوکان دار کو اَناج کے ڈھیر کے نچلے حصہ میں گیلا اناج بیچتے ہوئے دیکھا۔ آپ ﷺ نے اناج میں پانی کو ملاوٹ قرار دیا اور اسے خبردار کرتے ہوئے فرمایا:

مَنْ غَشَّ فَلَيْسَ مِنِّي. (مسلم، الصحیح، کتاب الإیمان، باب قول النبی ﷺ من غشنا فلیس منا، ج۱، ص۹۹، رقم:۱۰۲)

جس نے ملاوٹ کی وہ ہم میں سے نہیں ہے۔

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے منڈیوں اور بازاروں میں معیاری اشیاء کی دستیابی کو یقینی بنانے کے لیے حضرت عبداللہ بن عتبہ رضی اللہ عنہ کو باقاعدہ ایک محتسب متعین کر رکھا تھا جو مال کے معیار کو برقرار رکھنے کے لیے بازار کا گشت کرتے۔

(ہندی، کنز العمال، ج۵، ص۳۲۵، الرقم:۱۴۴۶۷)

حضرت عمر رضی اللہ عنہ بعض اوقات ان امور کی نگرانی خود انجام دیتے تھے۔ ایک بار اسی طرح بازار سے گزر رہے تھے کہ ایک شخص کا پانی ملا دودھ دیکھ کر اس دودھ کو بہا دیا۔ (ہندی، کنز العمال، ج۵، ص۳۲۵، الرقم:۱۴۴۶۷)

۲۔ احکامِ تجارت سے نابلد تاجروں کے خلاف کارروائی

اسلام تاجروں کو اس امر کا پابند کرتا ہے کہ وہ کاروبارِ تجارت کو بہ حسن و خوبی سرانجام دینے کے لیے احکامِ تجارت کو سیکھیں تاکہ کوئی معاملہ شریعت و قانون کے خلاف نہ ہو۔

علامہ ابن الحاج (م۷۳۷ھ) المدخل میں حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے عمل کا ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ اس دوکاندار کو دُرّے سے مارتے جو بازار میں تو (تجارتی معاملات کے لیے) بیٹھتا مگر احکامِ تجارت نہ جانتا ہوتا۔ آپ رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے: وہ شخص ہمارے بازاروں میں نہ بیٹھا کرے جو سود کے مسائل نہیں جانتا۔

(ابن الحاج المالکی، المدخل، ج:۱، ص:۱۵۷)

علامہ ابن الحاج بازاروں میں باقاعدہ محتسب کا تقرر اور اس کی کڑی نگرانی کے حوالے سے مزید نقل کرتے ہیں کہ

محتسب بازاروں کے دورے کرتا اور ہر ایک دوکان میں جا کر دوکان دار سے وہ مسائل دریافت کرتا جن کا معلوم ہونا اپنا مالِ تجارت بیچنے کے لیے لازمی تھا۔ مثلاً خرید و فروخت میں سود کہاں کہاں سے داخل ہوتا ہے اور اس سے کیسے چھٹکارا پایا جاسکتا ہے؟ اگر دوکان دار سوالات کے جوابات درست دے دیتا تو اسے دوکان میں بیٹھنے دیتا اور اگر وہ ان کے صحیح جواب نہ دے پاتا تو محتسب اس کو دوکان سے اٹھا دیتا۔

(ابن الحاج، ابوعبداللہ محمد بن محمد مالکی، المدخل، ج۱، ص۱۵۷)

علامہ شیخ عبدالحیی الکتانی تنبیہ المغترین کے حوالے سے امام مالک کا عمل نقل کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

حضرت امام مالکؒ امراء کو حکم دیتے اور وہ تاجروں اور دوکان داروں کو اکٹھا کر کے آپ کے سامنے پیش کرتے۔ جب آپ ان میں سے کسی ایک کو تجارتی معاملات سے ناواقف پاتے تو اسے بازار سے اٹھا دیتے اور اس سے ارشاد فرماتے کہ پہلے خرید و فروخت کے احکام کا علم حاصل کرو، پھر بازار میں بیٹھنا۔ (الکتانی، نظام الحکومۃ النبویۃ المسمی التراتیب الاداریۃ، ۲۰۰۱ء، ج۲، ص۱۷)

شیخ الکتانی امام مالک کے حوالے سے مزید لکھتے ہیں:

حضرت امام مالک اُس وقت تک کسی شے کے بارے میں تاجروں کی گواہی قبول نہیں کرتے تھے جب تک وہ خرید و فروخت کے احکام سے متعلق علم نہ حاصل کر لیتے۔ (ایضاً)

شیخ الکتانی پہلے وقتوں کے تاجروں کی عقود و معاملات میں انتہا درجے کی حزم و احتیاط کا ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

پرانے زمانے کے تاجر جب تجارتی سفر پر نکلتے تو اپنے ساتھ ایک فقیہ کو چلنے کی بھی درخواست کرتے اور اپنے معاملات میں اس کی طرف رجوع کرتے۔ (ایضاً)

۳۔ دوکان کے لیے مناسب محلِ وقوع کا التزام

ریاستی اتھارٹی بازار کے معاملات کو اس حد تک عمیق بینی سے دیکھتی کہ اگر کوئی شخص ایسی جگہ پر دوکان بناتا جو سامان کی نوعیت یا صارفین کی نقل و حرکت کے اعتبار سے مناسب مقام پر نہ ہوتی تو اسے گرا دیا جاتا۔ امام ابن ابی شیبہ روایت کرتے ہیں:

دَخَلَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ السُّوْقَ وَهُوَ رَاكِبٌ فَرَأَى دُكَّانًا قَدْ أُحْدِثَ فِي السُّوْقِ فَكَسَرَهُ. (ابن ابی شیبہ، المصنف، ج۴، ص۴۸۸، رقم: ۲۲۴۰۰)

حضرت عمر بن خطاب ﷛ بازار میں اس حال میں داخل ہوئے کہ آپ ﷛ (کسی جانور پر) سوار تھے، آپ ﷛ نے ایک دوکان دیکھی جو بازار میں (غلط جگہ پر) نئی بنائی گئی تھی تو آپ ﷛ نے اسے منہدم کرا دیا۔

ابن سعد الہذلی روایت کرتے ہیں کہ

میں نے حضرت عمر بن خطاب ﷛ کو تاجروں کو اپنے درّے کیساتھ مارتے ہوئے دیکھا جب وہ بازار میں کسی کھانے پر جمع ہوئے تھے یہاں تک کہ وہ قبیلہ اسلم کی گلیوں میں داخل ہو گئے۔ آپ ﷛ اس موقع پر فرما رہے تھے: ہمارے گزرنے والوں پر راستے بند نہ کرو۔ (ابن سعد، الطبقات الکبریٰ ج۳، ص۱۳۱)

ان تمام تفصیلات سے ثابت ہوا کہ اشیاء خورد و نوش اور دیگر ضروریات زندگی کے معیار وغیرہ کو یقینی بنانا ریاست کی ذمہ داری ہے تاکہ عام صارفین کو تاجروں، سوداگروں اور دوکانداروں کی دھوکہ دہی سے محفوظ رکھا جا سکے۔

خلاصۂ کلام

۱۔ تجارتی نقطہ نظر سے ناپ تول میں کمی سے نہ صرف تاجر کا اعتماد مجروح ہوتا ہے بلکہ تجارت بذات خود نفع کی بجائے خسارہ کا سبب بن جاتی ہے۔ قرآن مجید نے نہ صرف متعدد مقامات پر ناپ تول میں کمی کرنے سے خبردار کیا ہے بلکہ اس عملِ شنیع کو فساد قرار دے کر تباہی اور عذابِ الٰہی کا سبب بھی قرار دیا ہے۔ ناپ تول میں کمی کا یہ عملِ قبیح ہر عہد میں پایا گیا اور حضرت شعیب ؑ سے لے کر حضور نبی اکرم ﷺ تک تمام انبیاء اس سے منع فرماتے رہے ہیں۔

اُمورِ تجارت میں طرفین کو نقصان سے بچانے کے لیے جس مالِ تجارت کی پیمائش، گنتی یا وزن نہ کیا گیا ہو اسے بیچنے سے منع کیا گیا ہے۔ علاوہ ازیں شریعت ہم سے یہ تقاضا کرتی ہے کہ اگر کسی تاجر کے دھوکے کے نتیجے میں ہم تک کوئی چیز کم آ جائے تو اس نقصان کو اپنے تک ہی محدود رکھیں، اسے مزید آگے منتقل کر کے متعدی نہ کریں۔

تاجروں کا شرعی حوالے سے معاملاتِ تجارت سے آگہی لازمی ہے۔ عہدِ فاروقی میں معاملاتِ تجارت سے نابلد تجار کو بازار میں بیٹھنے کی اجازت نہیں تھی۔ حضرت عمر فاروق ﷛ نے منڈیوں اور بازاروں میں معیاری اشیاء کی دستیابی کو یقینی بنانے کے لیے باقاعدہ ایک محتسب متعین کر رکھا تھا جو مال کے معیار کو برقرار رکھنے کے لیے بازار کا گشت کرتا۔

مصنوعات پر کوالٹی کنٹرول کے چیک کے بغیر معیاری اشیاء کی دستیابی مشکل ہو جاتی ہے جس سے حفظانِ صحت کے مسائل جنم لیتے ہیں۔ اشیاء خورد و نوش اور دیگر اشیاء کے معیار اور وزن کو یقینی بنانا ریاست کی ذمہ داری ہے تاکہ عام صارفین کو تاجروں کی دھوکہ دہی سے محفوظ رکھا جا سکے۔

منہاج القرآن انٹرنیشنل کی فروغِ تعلیم کیلئے خدمات

منہاج یونیورسٹی لاہور، منہاج ایجوکیشن سوسائٹی، تحفیظ القرآن انسٹی ٹیوٹ، منہاج کالج برائے خواتین کالج آف شریعہ اینڈ اسلامک سائنسز، نظام المدارس پاکستان میں لاکھوں طلبہ وطالبات زیورِعلم سے آراستہ ہورہے ہیں

الاعظمیہ اور آرفن سٹی لاہور مستقبل کے عظیم الشان تعلیمی و تربیتی منصوبے ہیں

خصوصی تحریر: نوراللہ صدیقی

پاکستان میں تعلیم کے شعبہ میں منہاج یونیورسٹی لاہور، جامعہ اسلامیہ منہاج القرآن، کالج آف شریعہ اینڈ اسلامک سائنسز، منہاج کالج برائے خواتین لاہور، منہاج ایجوکیشن سوسائٹی، نظام المدارس پاکستان، لارل ہوم انٹرنیشنل سکولز، آغوش گرائمر ہائرسیکنڈری سکولز (میل فی میل کیمپس)، تحفیظ القرآن انسٹی ٹیوٹ جیسے مثالی تعلیمی اداروں کے ذریعے تعلیم یافتہ پاکستان کی طرف قابلِ رشک پیش رفت جاری ہے۔ منہاج القرآن کی فکری رہنمائی میں کام کرنے والے ان تعلیمی اداروں میں ڈیڑھ لاکھ سے زائد طلبہ و طالبات دینی وعصری علوم کی تعلیم حاصل کررہے ہیں۔ منہاج القرآن کے یہ تعلیمی ادارے تعلیم کے ساتھ ساتھ تربیت کی فراہمی کے حوالے سے وطنِ عزیز میں اپنی ایک منفرد شناخت رکھتے ہیں۔ ذیل میں ان تعلیمی ادارہ جات کا اجمالی تعارف نذرِقارئین ہے:

ا۔ منہاج یونیورسٹی

اعلیٰ تعلیم کے فروغ میں منہاج یونیورسٹی لاہور سرفہرست تعلیمی ادارہ ہے۔ منہاج یونیورسٹی لاہور کے بہترین تعلیمی معیار اور محفوظ ماحول کے باعث یہاں ہزار ہا طلبہ و طالبات زیرِ تعلیم ہیں۔ منہاج یونیورسٹی لاہور میں 10 فیکلٹیز، 36 اکیڈمک سکولز اور 117 ڈگری پروگرامز کامیابی کے ساتھ چل رہے ہیں۔ منہاج یونیورسٹی لاہور پرائیویٹ سیکٹر کی واحد یونیورسٹی ہے جو ہر سال مستحق و ذہین طلبہ و طالبات کو مالی مدد اور سکالرشپس کی صورت میں 70 ملین روپے سے زائد کا مالی فائدہ پہنچارہی ہے۔

منہاج یونیورسٹی لاہورکو اپنی نوعیت کے درج ذیل 6 منفرد ریسرچ سنٹرز پرائیویٹ و پبلک یونیورسٹیز میں ممتاز مقام عطا کرتے ہیں:

ا۔ قدیم و جدید ہزاروں نایاب کتب کے ذخیرہ پر مشتمل فرید ملت ریسرچ انسٹی ٹیوٹ

۲۔ جدید وعصری تقاضوں کے مطابق اسلامی تجارت کے فروغ کے لئے انٹرنیشنل سنٹر فار ریسرچ اِن اسلامک اکنامکس

۳۔ نعت پر ہونے والی تحقیق کی تاریخ کو یکجا کرنے اورفنِ نعت کو در آنے والی خرافات سے پاک کرنے کے لئے حسان بن ثابت سنٹر فار ریسرچ اِن نعت

۴۔ جدید اذہان کو اسلام کے حقیقی تصوف سے روشناس کروانے اور اِسے عملی شکل میں پیش کرنے کے لئے شیخ الاسلام انسٹی ٹیوٹ آف سپرچوئل سٹڈیز

۵۔ جدیدعلوم اور مختلف شعبہ جات میں تحقیق کے لئے سنٹر فار ریسرچ اینڈ ڈویلپمنٹ

۶۔ وسیع و عریض سمندر اور اس کے معدنی خزانوں کو قومی معیشت کے استحکام کے لئے بروئے کار لانے کیلئے سنٹر فار ریسرچ، انوویشن آف میری ٹائم افیئرز

☆ منہاج یونیورسٹی لاہور میں المواخات مائیکرو فنانس پراجیکٹ کا کامیابی کے ساتھ اجراء ہو چکا ہے۔ المواخات کے ذریعے پڑھے لکھے ہنر مند نوجوانوں کو انٹرسٹ فری پروڈکٹ بیسڈ لون دے کر انہیں باعزت روزگار کمانے کے مواقع فراہم کیے جارہے ہیں۔ ان شاء اللہ تعالیٰ اس ضمن میں باقاعدہ ایک

مکمل بینکنگ سسٹم بھی لانچ کیا جائے گا۔

☆ منہاج یونیورسٹی لاہور نے حال ہی میں منہاج حلال سرٹیفکیشن پروگرام کا اجراء کیا ہے۔ اس کے تحت پہلا حلال آڈیٹر/لیڈ آڈیٹر کورس مکمل کروایا جا چکا ہے۔ منہاج حلال سرٹیفکیشن کے ذریعے ایجوکیٹڈ اور سکلڈ افرادی قوت تیار کی جائے گی۔ مستقبل میں منہاج حلال سرٹیفکیشن کے ذریعے پاکستان کے علاوہ دوسرے ممالک میں بھی خدمات فراہم کی جائیں گی۔ ان شاء اللہ تعالیٰ اس پروگرام کے تحت عامۃ الناس کو حفظانِ صحت کے اسلامی اصولوں کے مطابق خوراک کی تیاری و فراہمی کے ساتھ ساتھ روزگار کے ہزاروں نئے مواقع پیدا ہوں گے۔

☆ منہاج یونیورسٹی لاہور میں اپنی نوعیت کا ایک منفرد ابنِ سینا لائبریری اینڈ ریسورس سنٹر قائم کیا گیا ہے۔ یہاں پاکستان کی پہلی جدید روبوٹک لائبریری قائم ہونے جارہی ہے۔ اس ماڈرن لائبریری میں طلبہ و طالبات کو تحقیق و تالیف کے لئے ہزاروں آن لائن بکس دستیاب ہوں گی۔ اس عظیم الشان لائبریری کا افتتاح برادر اسلامی ملک کے وفاقی وزیر مذہبی امور ڈاکٹر علی ارباش نے 19 فروری 2022ء کو کیا۔ لائبریری فنِ تعمیر کا شاہکار اور ایک انتہائی خوبصورت اور آرام دہ آڈیٹوریم، لائبریری ہال اور گروپ ڈسکشن رومز پر مشتمل ہے۔

☆ سکول آف پیس اینڈ کاؤنٹر ٹیررازم منہاج یونیورسٹی لاہور کو ایک ممتاز مقام عطا کرتا ہے۔ یہ پہلی یونیورسٹی ہے جہاں امن کی تعلیم دی جارہی ہے اور اس حوالے سے ایم فل کے ڈگری پروگرام کا اجراء کیا گیا ہے۔ یہاں تمام مذاہب کے اساتذہ، تمام مذاہب کے طلبہ و طالبات کو تعلیم دے رہے ہیں۔ سکول آف پیس اینڈ کاؤنٹر ٹیررازم میں ہندو مذہب؛ ہندو اساتذہ، سکھ مذہب؛ سکھ اساتذہ پڑھا رہے ہیں۔ مختلف مذاہب کے طلبہ کو اس سے پہلے کسی اعلیٰ تعلیمی ادارے میں یہ سہولت دستیاب نہیں تھی۔ سکول آف پیس اینڈ کاؤنٹر ٹیررازم میں مذاہب عالم کے طلباء و طالبات اور اساتذہ بھائی چارہ کے ماحول میں فروغ علم میں مشغول رہتے ہیں۔

الحمدللہ منہاج یونیورسٹی لاہور بڑی تیزی کے ساتھ ترقی کی منازل طے کررہی ہے۔ منہاج یونیورسٹی لاہور میں حال ہی میں ایک خوبصورت ملٹی سٹوری بلڈنگ عمر بن الخطاب تعمیر کی گئی ہے اس کے علاوہ شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہرالقادری کی سیکڑوں کتب کی اشاعت کے حوالے سے منہاج پرنٹنگ پریس کے لئے بھی ایک دیدہ زیب جدید ترین ملٹی سٹوری عمارت تعمیر ہوچکی ہے۔

۲۔ منہاج ایجوکیشن سوسائٹی

علم کی روشنی ہر گھر تک پہنچانے کے لئے شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہرالقادری کی خصوصی ہدایات پر 1994ء میں منہاج ایجوکیشن سوسائٹی کا قیام عمل میں لایا گیا۔ منہاج ایجوکیشن سوسائٹی کو یہ اعزاز حاصل ہے کہ اس نے محدود وسائل کے باوجود پاکستان بھر میں سکولوں کا ایک نیٹ ورک قائم کیا اور ریموٹ ایریاز کے لاکھوں طلبہ و طالبات کو تعلیمی اداروں تک رسائی دی۔ ایم ای ایس کے تحت چلنے والے سکولوں میں منہاج ماڈل سکولز، منہاج پبلک سکولز، منہاج گرائمر سکولز، لارل ہوم انٹرنیشنل سکولز، لارل ایجوکیشن سروسز، پاک اردو سکول سسٹم، لارل پبلشرز قابل ذکر ہیں۔ لارل سکولز ہومز کی 100 سے زائد فرنچائزز قائم ہوچکی ہیں۔

ایم ای ایس کے تحت چلنے والے سکولنگ نیٹ ورک میں دینی اور دنیوی علوم یکساں پڑھائے جارہے ہیں اور تعلیم کے ساتھ ساتھ تربیت کو مرکزیت حاصل ہے۔ منہاج ایجوکیشن سوسائٹی ہر طبقہ فکر کے افراد کے بچوں کو ان کی معاشی حیثیت کے مطابق تعلیم کی معیاری سہولیات فراہم کررہی ہے۔ منہاج ایجوکیشن سوسائٹی کے تحت چلنے والے تعلیمی اداروں سے فارغ التحصیل طلباء و طالبات کی تعداد دو لاکھ بیس ہزار سے زائد ہے۔ اس وقت ایم ای ایس کے تمام برانڈز کے سکول میں ایک لاکھ 28ہزار سے زائد طلبہ و طالبات زیرتعلیم ہیں ان میں 53فیصد طلبہ اور 47فیصد طالبات ہیں۔

ایم ای ایس میں ماہرین تعلیم پر مشتمل انسٹی ٹیوشن ڈیپارٹمنٹ، کریکلم ڈیپارٹمنٹ، لارل پبلشرز، ایگزامینیشن ڈیپارٹمنٹ، ٹریننگ ڈیپارٹمنٹ، سروسز ڈیپارٹمنٹ، آئی ٹی ڈیپارٹمنٹ، ایڈمن ڈیپارٹمنٹ قائم ہیں۔ منہاج ایجوکیشن

سوسائٹی ایک نصاب ساز ادارہ ہے۔ اغلاط سے پاک نصاب کی بروقت فراہمی منہاج ایجوکیشن سوسائٹی کا طرہ امتیاز ہے۔

۳۔ تحفیظ القرآن انسٹی ٹیوٹ

حفظ، تجوید و قرأت اور قرآنی علوم کے فروغ کے لئے 1996ء میں تحفیظ القرآن انسٹی ٹیوٹ کا قیام عمل میں لایا گیا۔ اس کے قیام سے اب تک 4ہزار سے زائد طلبہ قرآن مجید حفظ کرنے کی سعادت حاصل کر چکے ہیں۔ تحفیظ القرآن انسٹی ٹیوٹ کی عمارت کو پاکستان کی سب سے بڑی اور جدید ترین عمارت ہونے کا اعزاز بھی حاصل ہے۔ یہاں حفظ کے لئے ایڈمیشن حاصل کرنے والے بچوں کو پرائمری سے پی ایچ۔ڈی تک کی تعلیم کی سہولت میسر ہے۔ تحفیظ القرآن انسٹی ٹیوٹ کے کلاس رومز ایئرکنڈیشنڈ ہیں اور یہاں زیر تعلیم بچوں کو ہاسٹل، میس اور 24 گھنٹے طبی سہولت دستیاب ہے۔ اس وقت تحفیظ القرآن انسٹی ٹیوٹ میں 4 سو سے زائد بچے بیک وقت قرآن مجید حفظ کررہے ہیں۔ تحفیظ القرآن انسٹی ٹیوٹ میں حفظ کے لئے داخلہ لینے والے بچوں کو ان کے قیمتی وقت کی حفاظت اور تمام تر توجہ حصولِ علم پر مرکوز رکھنے کے لئے انہیں روایتی محافل میں نہیں بھیجا جاتا۔

۴۔ منہاج کالج برائے خواتین

منہاج القرآن انٹرنیشنل کے زیر اہتمام خواتین کی اعلیٰ تعلیم و تربیت کا مثالی تعلیمی ادارہ منہاج کالج برائے خواتین 1994ء سے قائم ہے۔ یہاں طالبات کو بی ایس انگلش، بی ایس ایجوکیشن، بی ایس اسلامک بینکنگ اینڈ فنانس، بی ایس اسلامک سٹڈیز کے ڈگری پروگرامز کے ساتھ ساتھ ایم فل اسلامک سٹڈیز کی سہولت میسر ہے۔ پاکستان میں خواتین کا یہ واحد کالج ہے جو ایچ ای سی کے منظور شدہ ماڈرن ڈگری پروگرامز کے ساتھ ساتھ طالبات کو دینی علوم کی تعلیم بھی دیتا ہے جس میں الشہادۃ الثانویہ، الشہادۃ العالیہ، الشہادۃ العالمیہ شامل ہیں۔ تعلیم کے ساتھ تربیت منہاج کالج برائے خواتین کی ایک امتیازی شناخت ہے۔

۵۔ کالج آف شریعہ اینڈ اسلامک سائنسز

جامع اسلامیہ منہاج القرآن کے تحت کالج آف شریعہ اینڈ اسلامک سائنسز عرصہ 30 سال سے طلبہ کو عصری و دینی علوم پڑھا رہا ہے۔ کالج آف شریعہ اینڈ اسلامک سائنسز پاکستان کا واحد اعلیٰ تعلیمی ادارہ ہے جو عالمِ اسلام کی ممتاز علمی درسگاہ جامع الازہر مصر سے الحاق شدہ ہے۔ یہاں تین دن عصری اور تین دن دینی علوم پڑھائے جاتے ہیں۔ الشہادۃ الثانویہ کے ساتھ طلبہ ایف اے، آئی کام مکمل کرتے ہیں۔ الشہادۃ العالیہ کے ساتھ تین دن بی ایس اسلامک سٹڈیز، بی ایس عریبک، بی ایس اسلامک بینکنگ اینڈ فنانس، بی ایس اردو اور بی ایس انگلش پڑھتے ہیں۔ کالج آف شریعہ اینڈ اسلامک سائنسز میں الشہادۃ العالمیہ کے ساتھ ایم فل اسلامک سٹڈیز، ایم فل عریبک، ایم فل اسلامک بینکنگ اینڈ فنانس پڑھتے ہیں۔ یہاں طلبہ کو پی ایچ ڈی اسلامیات اور پی ایچ ڈی عریبک کے ڈگری پروگرام مکمل کرنے کی تعلیمی سہولیات بھی میسر ہیں۔

کالج ہذا میں ماسٹر پروگرام کے بعد تخصص فی القرآن، تخصص فی الحدیث، تخصص فی الفقہ اور مفتی کورس بھی کروائے جارہے ہیں۔ تخصص کے کورسز میں طلبہ کو جامع الازہر مصر کے فارغ التحصیل اساتذہ پڑھاتے ہیں۔ اس کے علاوہ تخصص کے مختلف کورسز کے حوالے سے طلباء کو عالم عرب کے نامور اساتذہ کے آن لائن لیکچرز کی سہولت بھی دستیاب ہے۔

کالج آف شریعہ اینڈ اسلامک سائنسز کے فارغ التحصیل طلباء اسلامک سکالرز کے ساتھ ساتھ اندرون و بیرون ملک بزنس مینجمنٹ اینڈ ایڈمنسٹریشن، ایجوکیشن، فورسز، میڈیکل کے شعبہ جات میں ایک پروفیشنل کی حیثیت سے خدمات انجام دے رہے ہیں۔ کالج آف شریعہ اینڈ اسلامک سائنسز کے طلبہ میرٹ پر جامع الازہر مصر میں اعلیٰ تعلیم کے لئے بھی بھجوائے جاتے ہیں۔ کالج آف شریعہ اینڈ اسلامک سائنسز دو کیمپس پر مشتمل ہے۔ بغداد ٹاؤن، ٹاؤن شپ لاہور میں اس کا نیو کیمپس قائم ہے جو جدید سہولیات سے آراستہ ہے۔

۶۔ نظام المدارس پاکستان

منہاج القرآن انٹرنیشنل کی تعلیم کے شعبہ میں مثالی

خدمات پر ریاستِ پاکستان کی طرف سے اسے نظام المدارس پاکستان کے نام سے بورڈ کا سٹیٹس دیا گیا ہے۔ الحمدللہ ایک سال کے مختصر عرصہ میں نظام المدارس پاکستان کے ساتھ الحاق کرنے والے مدارسِ دینیہ کی تعداد 15 سو سے زائد ہو چکی ہے۔ نظام المدارس پاکستان کو یہ اعزاز حاصل ہے کہ یہاں علوم شریعہ کا جدید نظر ثانی شدہ نصاب نافذ العمل ہے۔ شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہرالقادری دامت برکاتہم العالیہ کی خصوصی توجہ سے درس نظامی کے 273 سال پرانے نصاب پر نظرثانی کی گئی اور عصری ضروریات کے مطابق نیا نصاب مرتب کیا گیا۔ 273 سالہ تاریخ میں پہلی بار مدارس دینیہ میں فروغِ امن، اخلاق وکردار سازی، فروعی اختلافات کے خاتمہ کے لئے ائمہ، محدثین و شیوخ کی کتب شاملِ نصاب ہیں۔ اس ماڈرن نصاب کو ریاستِ پاکستان کی توثیق حاصل ہے۔

نظام المدارس پاکستان کو اساتذہ کی ٹریننگ اور آن لائن امتحانی نظام منعقد اور متعارف کروانے کا اعزاز بھی حاصل ہے۔ یکساں قومی نصاب منصوبہ کے تحت پرائمری سطح تک کروڑ ہا روپے کی کتب ابتدائی مدارسِ دینیہ کے بچوں کو مفت فراہم کی جا چکی ہیں۔ نظام المدارس پاکستان کی طرف سے مدارسِ دینیہ میں کمپیوٹر لیبز قائم کرنے کا ایک ملک گیر منصوبہ شروع کیا گیا ہے۔ پہلے مرحلہ میں 8 کمپیوٹر لیبز قائم کی جارہی ہیں۔

نظام المدارس پاکستان کا یہ عزم اور مشن ہے کہ اسلام کی حقیقی تعلیمات کے احیاء، وطنِ عزیز کو فرقہ واریت سے پاک کرنے اور امن و سلامتی کا گہوارہ بنانے کے ساتھ ساتھ مدارسِ دینیہ کے فارغ التحصیل طلبہ کو دیگر ماڈرن تعلیمی اداروں کے طلباء کی طرح زندگی کے ہر شعبہ میں ایک پروفیشنل کے طور پر خدمات انجام دینے کے قابل بنانا اور ان پر باوقار روزگار کے دروازے کھولنا ہے۔

۷۔ الاعظمیہ

منہاج القرآن انٹرنیشنل کے زیر اہتمام دینی وعصری علوم کا ایک ممتاز علمی ادارہ الاعظمیہ کے نام سے قائم کیا جارہا ہے جس کے فیز ون کا افتتاح ہو چکا ہے۔

۸۔ آرفن سٹی

لاہور میں مستحق اور آرفن بچوں کے لئے اپنی نوعیت کا ایک منفرد اور عظیم الشان وسیع وعریض رقبہ پر آرفن سٹی قائم کیا جارہا ہے جہاں کسی بھی وجہ سے تعلیم کی دوڑ میں پیچھے رہ جانے والے بچوں کو ایک چھت کے نیچے تعلیم و تربیت کی تمام معیاری سہولیات میسر ہوں گی۔

☆ آغوش آرفن سٹی کے منصوبہ سے قبل آغوش آرفن کیئر ہوم کا قیام 2005ء میں شیخ الاسلام کے دستِ مبارک سے عمل میں آچکا ہے۔ یتیم اور غریب بچوں کی تعلیم و تربیت کے لیے یہ پراجیکٹ بے مثال ہے۔ یہ یتیم بچوں کے لیے بہترین رہائش، معیاری تعلیم، اچھی خوراک، مناسب لباس اور شاندار تربیت کا ضامن ہے۔

گزشتہ 15 سالوں میں آغوش نے 1048 خاندانوں کے چشم و چراغ تعلیم وتربیت کے مراحل سے گزار کر باوقار فرد بنا دیئے ہیں۔ شیخ الاسلام کا یہ کردار شعور اور آگہی اور پاکستان کی شرح خواندگی کے اضافہ میں بھی ایک گراں قدر کارنامہ ہے۔

❁❁❁❁❁

انتقالِ پُر ملال

گذشتہ ماہ مرکزی سیکرٹریٹ پر خدمات سرانجام دینے والے درج ذیل احباب کے اعزہ و اقارب انتقال فرماگئے ہیں۔ انا للّٰہ وانا الیہ راجعون

☆ محترم محمد جواد حامد (ناظم سیکرٹریٹ واجتماعات) کے والد محترم چودھری محمد سلیم

☆ محترم حاجی منظور حسین مشہدی (ڈائریکٹر پریس اینڈ پبلی کیشنز) کے بڑے بھائی محترم غلام سرور

شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہرالقادری، محترم ڈاکٹر حسن محی الدین قادری، محترم ڈاکٹر حسین محی الدین قادری اور جملہ مرکزی قائدین و سٹاف ممبران اور کارکنان تحریک نے مرحومین کے انتقال پر گہرے غم و رنج کا اظہار کرتے ہوئے مغفرت و بلندی درجات کی خصوصی دعا کی۔ اللہ تعالیٰ مرحومین کی مغفرت فرمائے اور انہیں جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے۔

فریدِ ملت ڈاکٹر فرید الدین قادریؒ

حضرت فریدِ ملت معاصر علماء کا تذکرہ انتہائی عزت و احترام سے کرتے تھے، کبھی کسی پر تنقید نہ کرتے، عاجزی و انکساری کا مرقع تھے

شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہر القادری کا اپنے والدِ گرامی کے سالانہ عرس مبارک پر خصوصی خطاب

رپورٹ: حافظ عبد القدیر قادری

16 شوال المکرّم بتاریخ 18 مئی 2022ء بروز بدھ یکتائے روزگار، محسنِ امت، حضرت فرید ملت ڈاکٹر فریدالدین قادریؒ کا سالانہ عرس مبارک نہایت ادب و احترام اور تزک و احتشام کے ساتھ منعقد کیا گیا۔ اس سال عرس مبارک کی خاص بات ویڈیو لنک کے ذریعے شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہرالقادری کی خصوصی شرکت اور خطاب تھا جس نے ایک عجیب روحانی اور وجدانی سماں پیدا کردیا۔ شیخ الاسلام نے کمال شفقت و محبت کا مظاہرہ فرماتے ہوئے ایک میزبان کی حیثیت سے تمام مرکزی قائدین تحریک منہاج القرآن اور مختلف شہروں سے تشریف لائے ہوئے وابستگانِ تحریک منہاج القرآن اور عقیدتمندانِ حضرت فرید ملتؒ، عالمی شہرت یافتہ قراء، نقباء، نعت خوانان حضرات، مشائخ عظام، مذہبی سکالرز اور مختلف شعبہ ہائے زندگی سے تعلق رکھنے والی مقتدر و معتمد شخصیات کو نہ صرف خوش آمدید کہا بلکہ مشن کے لیے ان کی عظیم خدمات کو بھی خراج تحسین پیش کیا۔ یوں محسوس ہورہا تھا کہ جیسے کوئی بزرگ عالی مرتبت شخصیت اپنے فیملی ممبران پر کرم نوازیوں اور نوازشات کے خزانے لٹارہی ہو، سب کے خالی دامان کو عنایات کے موتیوں سے بھر رہی ہو، سب کو مسرور و شادماں کررہی ہو اور عجیب روحانی کیفیات سے سرشار کررہی ہو۔

عرس مبارک کی آخری نشست محفل ذکر و نعت اور خصوصی خطاب میں ہزاروں خواتین و حضرات نے خصوصی شرکت کی۔

عرس مبارک کی تقریبات میں ملک بھر کے مختلف شہروں سے سیکڑوں کی تعداد میں زائرین اور عشاقانِ فرید ملتؒ نے شرکت کی اور فیوض و برکات سے اپنے دامن بھر بھر کر واپس گئے۔ عالمی شہرت یافتہ قراء قاری نور محمد چشتی اور قاری محمد رفیق نقشبندی نے آیات ربانی کا نور بکھیرا۔ صفدر علی محسن اور تسلیم احمد صابری نے اپنے خوبصورت کلام سے حاضرین اور پوری دنیا میں منہاج ٹی وی اور انٹرنیٹ کے ذریعے دیکھنے اور سننے والوں کو خوب مسرور کیا۔ ان احباب کو شیخ الاسلام نے بھی خوب سراہا اور داد شفقت و محبت سے نوازا۔ منہاج نعت کونسل، شہزاد برادران، الحاج محمد افضل نوشاہی اور شہباز قمر فریدی نے اپنے مخصوص انداز میں بارگاہ سرورکونینﷺ میں عقیدت کے پھول نچھاور کیے۔

شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہرالقادری نے اپنے خصوصی خطاب میں ابتدائی طور پر ولی اور ولایت کے مفہوم کو بڑے مدبرانہ انداز میں واضح کیا اور پھر حضرت فرید ملت ڈاکٹر فریدالدین قادریؒ کی حیاتِ طیبہ کے مختلف گوشوں کو اس طرح عیاں فرمایا کہ جیسے کوئی جوہری ہیرے کو تراش کر عوام الناس کے سامنے اس طرح لاتا ہے کہ وہ اس کے حسن و زیبائی کو دیکھ کر عش عش کر اٹھتے ہیں، اس لیے کہ وہ حسن و خوبی اس کے سامنے اس طرح پہلے ظاہر نہیں ہوتی۔ فریدِ ملتؒ کی زندگی کے بہت سے گوشے عوام الناس کی نظروں سے اوجھل ہیں اور انھیں شیخ الاسلام سے زیادہ کون دیکھ، جان اور سمجھ سکتا ہے۔ شیخ الاسلام نے خطاب کرتے ہوئے فرمایا:

حضرت فرید ملتؒ ایک ولی کامل تھے یہی وجہ ہے کہ ولایت کی وہ خوبیاں جن سے ولایت کو نکھار ملتا ہے آپ کی زندگی میں نمایاں نظر آتی ہیں۔ مثلاً: اللہ تعالیٰ سے باہمی دوستی، محافظت و معاونت جو ولایت کے حقیقی مدارج ہیں، آپ کی زندگی میں نمایاں حیثیت رکھتے ہیں۔ ولایت و تصوف کا سارا دارو مدار اخلاقِ حسنہ

پر ہے اور یہ پہلو آپ کی زندگی میں بدرجہ اتم پایا جاتا تھا۔ آپ کی زبان کی طہارت کا عالم یہ تھا کہ آپ کی مجلس میں بھی کوئی کذب گوئی، چغلی اور دوسروں کی عیب جوئی کی جرات نہیں کرسکتا تھا۔ دوسروں کی عزت نفس کا حیاء کمال درجہ کا تھا۔ سیرت و کردار کی پاکیزگی، قول وفعل کی مطابقت اور حسنِ گویائی کا یہ عالم تھا کہ ایک ملاقات کے بعد ہر کوئی دوبارہ ملاقات کا متمنی نظر آتا تھا۔ بڑے بڑے اکابر علماء کرام اور پیران عظام آپ کے ہم مجلس ہونا اپنے لیے سعادت کا باعث سمجھتے تھے اور جھنگ میں اپنی آمد کو فرید ملتؒ کی صحبت وسنگت کے ساتھ مشروط رکھتے تھے۔

آپ کے ہم عصر جید علماء کرام علامہ احمد سعید کاظمیؒ (غزالی دوراں)، علامہ فیض الحسن شاہؒ (آلومہار شریف)، علامہ عبدالغفور ہزارویؒ، علامہ مولانا محمد عمر اچھرویؒ، مولانا عبدالستار نیازیؒ، مولانا عبدالرشید رضویؒ آپ کی سنگت ومعیت میں وقت گزارنا اپنے لیے باعثِ فخر سمجھا کرتے تھے۔

☆ آپؒ کی شخصیت کا ایک اور گوشہ جو بہت نمایاں تھا وہ یہ کہ آپ کسی بھی پیر یا عالم کے بارے میں تنقیص وتنقید پسند نہیں فرماتے تھے۔ صفائے قلب و باطن کا عالم یہ تھا کہ طبیعت میں کبرونخوت بالکل نہ تھی بلکہ عاجزی و انکساری کا عملی نمونہ تھے۔ انسان دوستی، خیر خواہی، صلہ رحمی اور جودوسخا آپ کی شخصیت کا خاصہ تھے۔ اسی لیے کثرت صدقہ و خیرات کا معمول آخری حصۂ عمر تک جاری رہا۔ حصولِ تعلیم وتربیت کے لیے نہایت محنت ومشقت کرتے۔ ریاضت ومجاہدہ میں حضور غوث پاکؓ کی سنت پر عمل پیرا دکھائی دیتے۔

☆ حرمین شریفین، شام، عراق، مصر اور ترکی کے اسفار میں جید علماء ومشائخ سے اکتسابِ علم کیا۔ فرنگی محل لکھنو جیسی عظیم درسگاہوں سے دینی وعصری علوم وفنون میں مہارت حاصل کی۔ لکھنو فرنگی محل، حیدر آباد دکن اور دہلی میں قیام کے دوران حصولِ پاکستان کی تحریک میں بڑا فعال کردار ادا کیا اور اس سلسلہ میں علامہ اقبالؒ اور قائداعظم محمد علی جناحؒ سے بھی ملاقات رہی اور تحریک پاکستان کے دیگر قائدین کے ساتھ مل کر اس جدوجہد کو پایہ تکمیل تک پہنچایا۔ حصولِ پاکستان کی عظیم تحریک کے سلسلہ میں آل انڈیا مسلم لیگ کے مرکزی دفتر میں بھی نمایاں خدمات سرانجام دیں۔

☆ یقین و توکل، صبر و رضا، شکر گزاری، غناء، تسلیم و رضا، عبادت گزار، شب زندہ دار، تہجد گزار، عشقِ الٰہی میں گریہ وزاری اور پھر روتے روتے ہچکی کا بندھ جانا، یہ تمام امور آپ کے روحانی احوال کے آئینہ دار ہیں۔ آپ کو حضور غوث پاکؓ، حضور ابراہیم سیف الدین القادری الگیلانیؒ، حضور سلطان العافین سلطان باہوؒ، بابا فریدالدین گنج شکرؒ، داتا علی ہجویریؒ کے علاوہ حضرت بایزید بسطامیؒ، مولانا رومؒ اور امام بوصیریؒ سے خصوصی روحانی نسبتیں تھیں۔ قصیدہ بردہ شریف آپ کے روزانہ کے معمولات کا حصہ تھا۔ عشقِ رسول ﷺ اور نسبتِ محمدی میں پختگی کے حامل اور فنا فی الرسول اور فنا فی الشیخ کے اعلیٰ درجے پر فائز تھے۔ شوق لقاء اللہ میں آنسوؤں کے دریا بہادینا بھی آپ کا خاصہ تھا۔ کشف وکرامات کا ظہور بہت کم تھا مگر استقامت میں درجۂ کمال پر فائز تھے۔ وقت کے قطب، ابدال اور حضرت خضرؑ سے بھی ملاقات کا شرف حاصل رہا اور اکتسابِ فیض کیا۔

محترم قارئین! حضرت فرید ملتؒ کی ساری زندگی کا فوکس اور مقصد فقط شیخ الاسلام کی بہترین تعلیم وتربیت کا سامان کرنا تھا۔ یہ فریضہ آپ نے بحسن وخوبی نبھایا۔ آج شیخ الاسلام کی شخصیت میں جو نکھار نظر آتا ہے، یہ سب حضرت فرید ملتؒ کے مرہون منت ہے۔ آپؒ کی ساری نیکیاں اور کمالات ایک طرف بھی رکھ دیں تو پھر بھی شیخ الاسلام کی صورت میں آپ کا احسان دنیا جہاں پر بھاری نظر آتا ہے۔ شیخ الاسلام کی صورت میں نایاب تحفہ بھی حضرت فرید ملتؒ کی بارگاہ کی عطا ہے۔

عرس مبارک کی تقریب میں منہاج انسٹی ٹیوٹ آف قرأت اینڈ تحفیظ القرآن کے 54 حفاظ و حافظات کو اسناد حفظ القرآن سے نوازا گیا۔ اس موقع پر شیخ الاسلام بہت زیادہ خوش ہوئے اور راقم سمیت جملہ منتظمین کو ڈھیروں دعائیں عطا فرمائیں۔ درود و سلام اور خصوصی دعا کے ساتھ عرس مبارک کی آخری نشست کا اختتام فجر کی اذان کے وقت ہوا۔ تمام حاضرین میخانہ فرید ملتؒ سے عشق الٰہی، عشقِ رسول ﷺ اور محبتِ اولیاء بالخصوص عشقِ غوثیت مآبؓ کے جام پی کر اور اُن کے فیضان سے اپنے دامان کو بھر کر اپنی منزل کی طرف واپس لوٹ گئے اور یہ یادگار لمحات اپنی یادیں دل و دماغ پر ثبت کرتے ہوئے اختتام پذیر ہوئے۔ ❁❁❁❁❁

تقریب عرس مبارک حضرت فرید ملت ڈاکٹر فریدالدین قادریؒ

اجلاس مرکزی مجلس شوریٰ (فیڈرل کونسل) تحریک منہاج القرآن

Monthly
MINHAJ-UL-QURAN
JULY-2022
LAHORE
Regd CPL No.41

Minhaj University Lahore

Minhaj University Lahore has GREEN CAMPUS with recognition of UI GREEN METRIC WORLD RANKING for SUSTAINABLE INFRASTRUCTURE

Candidates with 2-Years BA/BSc/ADP can Apply for Admission in BS 5th Semester

ADMISSIONS OPEN FALL 2022

ADP | BS | LLB | MBA | MS/M.PHIL | Ph.D

APPLY ONLINE https://admission.mul.edu.pk/

MORNING

ADP PROGRAMS

- Computer Science
- Computer Networking
- Web Design & Development
- Double Math & Physics
- Botany, Zoology & Chemistry
- Islamic Banking & Finance
- Human Resource Management
- Business Administration
- Accounting & Finance
- Commerce
- Mass Communication
- Education
- Arts
- English

BS PROGRAMS

- Computer Science
- Information Technology
- Software Engineering
- Chemistry
- Physics
- Botany
- Zoology
- Mathematics
- Statistics
- Economics
- Accounting & Finance
- B.Com (4 Years)
- BBA
- Islamic Banking & Finance
- Mass Communication
- Library & Information Science
- Political Science
- Sociology
- International Relations
- Education
- History
- Pak Studies
- Peace & Conflict Studies
- **LLB (5 Years)**
- English
- Urdu
- Chemical Engineering
- Electrical Engineering
- Human Nutrition & Dietetics
- Medical Lab Technology
- Microbiology
- Molecular Biology
- Food Science & Technology
- Biochemistry
- Biotechnology

WEEKEND

MS/M.PHIL/MBA PROGRAMS

- Computer Science
- Chemistry
- Physics
- Botany
- Zoology
- Mathematics
- Statistics
- Economics
- Accounting & Finance
- Management Sciences
- MBA (Professional)
- MBA (Executive)
- Islamic Banking & Finance
- Mass Communication
- Library & Information Science
- Political Science
- Sociology
- International Relations
- Theology & Religious Studies
- Peace & Counter Terrorism Studies
- Education
- History
- Pak Studies
- Criminology & Criminal Justice System
- English (Linguistics)
- English (Literature)
- Urdu
- Clinical Nutrition
- Food Science & Technology
- Biochemistry

Ph.D PROGRAMS

- Mathematics
- Economics
- Islamic Economics & Finance
- Library & Information Science
- International Relations
- Political Science
- Education
- Urdu

Scan QR Code

Main Campus, Madar-e-Millat Road, Near Hamdard Chowk, Township, Lahore.
www.mul.edu.pk
admissions@mul.edu.pk
MinhajUniversityLahore
officialMUL

Universal Access Number (UAN)
03 111 222 685
MUL Exchange
+92 042 35145621-4 Ext: 320, 321